﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿……اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿……عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد19 — جمعۃ المبارک02/نومبر2012ء — 16/ذوالحجہ 1433 ہجری قمری — 02/نبوت 1391 ہجری شمسی — شمارہ 44

سوتے وقت کی دعا

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو سوتے وقت جو دعا سکھائی اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

”اے اللہ مَیں نے اپنی جان تجھے سونپی اور اپنی توجہ تیری جانب کر لی اور اپنا سب معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور تجھے ہی اپنا سہارا بنایا ہے“۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب اذا بات طاھراً حدیث نمبر 5952)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ زُہد،تقویٰ، خدا ترسی، نرم دلی،محبت ومؤاخات، عاجزی،سچائی وراستبازی اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی دکھانا ہے۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ اگر یہ نیت اور ارادے اور کوشش نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں پھر یہ جلسہ ایک ’معصیت‘ ہے اور ’طریقِ ضلالت اور بدعتِ شنیعہ‘ ہے۔

(قرآن مجید،احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں جلسہ کے مقاصد کی نہایت پُر معارف،بصیرت افروز،اثر انگیز تشریح وتفسیر اور اہم نصائح)

ہم میں سے ہر ایک کو خود اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں جو جلسہ پر آنے کا مقصد ہے۔ اگر پورا کریں گے تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلسہ پر شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بنیں گے۔

ان دنوں میں دُرود کو خاص طور پر اپنی تمام دعاؤں پر حاوی کر لیں کہ دل کی گہرائی سے نکلا ہوا درود تمام دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دشمنانِ احمدیت کے بدارادوں اور منصوبوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ دشمن کا ہر شر اُن پر الٹا دے۔ ہر احمدی کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔

حدیقۃ المہدی (آلٹن۔یوکے) میں منعقد ہونے والے جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 22/جولائی 2011ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جلسہ کا یہ رسمی افتتاح ہو رہا ہے، آغاز ہو رہا ہے۔ رسمی طور پر اس لئے کہ ہم آج کے خطبہ جمعہ کو بھی جلسہ کا حصہ سمجھتے ہیں اور اس میں شامل ہونے کے لئے اس ملک میں رہنے والے احمدی بڑی کوشش کر کے اپنے جلسے کا سفر شروع کر دیتے ہیں۔ پھر ڈیوٹی والوں کے لئے آج سے ہی نہیں بلکہ دس پندرہ دن پہلے سے، جب سے یہاں کام شروع ہوا ہے جلسے کے انتظامات میں تیزی آئی ہے، اُس وقت سے اُن کا جلسہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں یہ کارکنان اس میں شامل ہیں، اور آج آپ لوگ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک خوبصورت عارضی شہران کارکنان نے جلسہ کے انعقاد کے لئے کھڑا کر دیا ہے جس میں آپ آرام سے جلسہ سننے کے لئے بیٹھے ہیں۔ آج دنیا میں جہاں جہاں جماعتیں جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہیں ایک وسیع انتظام ہے جو جلسہ منعقد کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کوئی معمولی جلسہ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی خاطر، اللہ اور رسول کی باتیں سننے کے لئے، اپنے نفسوں کی اصلاح کے لئے ایک وسیع اجتماع ہے جو منعقد کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ کہ آج یو۔کے کی جماعت کو ایک بار پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے اور افرادِ جماعت کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے یہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو ان دنوں میں یہ بات خاص طور پر اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ جلسہ کے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ تین دن گزارنے ہیں، ورنہ ہمارا یہاں آنا فضول اور عبث ہوگا۔ جماعتی انتظامیہ اور کارکنان نے آپ کی سہولیات اور جلسہ کے انتظام کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے اپنی بساط اور طاقت کے مطابق جو کوشش کی ہے اُس کا صحیح بدلہ بھی نہیں دے رہے ہوں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی یہ عاجزانہ کوششیں قبولیت کا درجہ پا کر اُن کو ثواب دلانے کا موجب بنتی ہیں لیکن جو شامل ہونے والے ہیں، اس کا حق ادا نہیں کرتے اور جلسہ کے مقصد کو نہیں سمجھتے۔ اگر یہاں جلسہ پر آنے کے لئے جو آپ کی ذمہ داریاں ہیں اُن کو پورا نہیں کر رہے تو اپنے آپ کو انعامات سے محروم کر رہے ہوتے ہیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیشہ جلسہ کے مقصد کو پیشِ نظر رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ زُہد،تقویٰ، خدا ترسی، نرم دلی، محبت ومؤاخات، عاجزی،سچائی وراستبازی اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی دکھانا ہے۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد6 صفحہ 394)

اس وقت مَیں آپ کے سامنے ان چند باتوں کی مختصر وضاحت کر دیتا ہوں۔ ہم پڑھتے بھی ہیں، سنتے بھی ہیں، کہتے بھی ہیں کہ زہد وتقویٰ ایک مومن کی شان ہے لیکن زہد کی حقیقت پر کم غور کرتے ہیں اور پھر اس کو زندگی کا حصہ بنانے کا بہت کم حق ادا کیا جاتا ہے۔ بہت سے صاحبِ علم بیشک اس کے معنی بھی جانتے ہوں گے لیکن بعض دفعہ ذاتی مفادات اس پر عمل سے اُنہیں بھی روک دیتے ہیں۔ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور جہاں تک عوام کا تعلق ہے، عامۃ المسلمین کا اور ایک عام احمدی کا تعلق ہے ہم زہد کے سادہ معنی یہی جانتے ہیں کہ نیکی ہے۔ لیکن امام الزمان جنہوں نے اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی مدد اور تائید سے نئے زمین وآسمان پیدا کرنے ہیں اور کئے ہیں، وہ جب اپنے ماننے والوں کو کسی امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو اُنہیں اُن روحانی خزانوں کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے سے ملتے ہیں، اور جن کے حصول سے بندہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بن جاتا ہے۔ دنیاوی خزانے تو خدا تعالیٰ کے قرب کی ضمانت نہیں لیکن یہ روحانی خزانے وہ ہیں جو انسان کی بقا کے بھی ضامن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی بھی ضمانت ہیں۔ لیکن یہ روحانی خزانے اُس کو ملتے ہیں جو ان کے پانے کے لئے پھر اپنی مقدور بھر کوشش بھی کرتا ہے۔ یہ وہ خزانے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہیں۔ پس جب ہم گہرائی میں جا کر آپ کی تحریرات اور ارشادات کو پڑھتے اور سنتے ہیں اور اُن پر غور کرتے ہیں اور اُن پر عمل

کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اپنے آپ کو نئے روشن راستوں پر چلتا ہوا دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ میں بتا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ جلسہ میں آ کر زُہد پیدا کرو۔ اور زُہد کیا چیز ہے؟ اس کے معنی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

زُہد کا مطلب ہے کہ ہر قسم کے جذبات کو قربان کرنا، اپنی دلی خوشی سے کسی دعوے سے دستبردار ہونا، مستقل مزاجی سے کسی بری چیز سے نہ صِرف صَرفِ نظر کرنا بلکہ اُسے رد کرتے چلے جانا، دنیا کی خواہش نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بعض باتوں سے بچنا جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نیکیوں کو اختیار کرنا۔ اپنے معاملے خدا تعالیٰ پر چھوڑنا اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی اپنا مقصود بنالینا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی ایک لفظ میں ہماری اصلاح کے لئے اُس خزانے کو بند کر دیا ہے جو اگر ہماری زندگی کا حصہ بن جائے تو ہماری دنیا بھی سنور جائے اور دین بھی سنور جائے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے اُسوہ حسنہ بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا اس رسول کی پیروی کرو یہ تمہارے لئے نمونہ ہے۔ فرماتا ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (سورۃ الاحزاب: 22)۔ تمہارے لئے اُن لوگوں کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں، اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے اس لئے اس کی پیروی کرو۔

جب ہم آپؐ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو زُہد کا کیا نمونہ نظر آتا ہے۔ اب زہد کے معنوں سے بظاہر یہ لگتا ہے کہ دنیا میں کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر لامام رازیؒ جلد 6 جزء 12 صفحہ 57 سورۃ المائدۃ:32 لتجدنّ اشد الناس عداوۃ......)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینا اور اپنے مال کو ضائع کر دینے کا بھی زہد سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتا، اُسے ضائع کر دیتا ہے، دنیاوی جھمیلوں سے فرار حاصل کر کے جنگلوں میں چلا جاتا ہے، رشتوں کے حقوق کی ادائیگی سے بچتا ہے تو یہ بھی زُہد کے خلاف ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا حدیث نمبر:4100)

فرمایا زہد یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے خدا کی خاطر جذبات کی قربانی کی جائے۔ اگر کوئی حق چھوڑنا بھی ہے تو خدا کی رضا کے حصول کے لئے چھوڑنا ہے۔ دنیا کی خواہشات کو اللہ کی رضا کے حصول میں روک نہ بننے دینا یہ زُہد ہے۔ دین کی سربلندی کے لئے دولت کو خرچ کرنا اور حقوق العباد کے لئے خرچ کرنا، یہ زُہد ہے۔ اگر دولت کمائے گا ہی نہیں تو دین اور حقوق العباد کے لئے خرچ کس طرح کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے احمدی بھی ہیں جو کروڑوں کماتے ہیں اور اپنے لئے گزارہ کی رقم رکھ کر کروڑوں کی مالی قربانی کرتے ہیں۔ مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں کام میں اتنے منافع کی امید ہے اور میں نے عہد کیا ہوا ہے کہ وہ تمام منافع جو کروڑوں میں ہے کسی جماعتی منصوبے کے لئے دے دینا ہے۔

پس آج جماعت احمدیہ میں یہ خوبصورتی ہے کہ اس میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی دنیا کی بے رغبتی دنیا سے دور بھاگ کر نہیں ہے بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے اپنی جائز خواہشات کو کم کر کے اللہ کے راستے میں یہ دنیا رکھ دیتے ہیں۔ یہ وہ زُہد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ زُہد ہے جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ سوائے اس حالت کے جب خدا چاہے تو کسی شخص کی فطرت کو ایسا سعید بنائے کہ وہ دنیا کے کاروبار میں پڑ کر بھی اپنے دین کو مقدم رکھے۔ ایسے شخص بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزار ہا روپیہ کے لین دین کرنے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اُس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اُسے معلوم ہوا کہ اُس کا دل باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خدا تعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (سورۃ النور:38) کوئی تجارت اور خرید و فروخت اُن کو غافل نہیں کرتی۔ اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو کس کام کا ہے جو بروقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے اور جب خالی ہو تو خوب چلتا ہے۔ وہ قابلِ تعریف نہیں۔ وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبرا کر گوشہ نشین بن جاتا ہے وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کر دو اور دنیوی کاروبار کو چھوڑ دو۔ نہیں، بلکہ ملازم کو چاہئے کہ وہ اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کو پورا کرے لیکن دین کو مقدّم رکھے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 162۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ بیت سے کس طرح زُہد کے معیار قائم کروائے۔ جب فتوحات ہوئیں اور سونے چاندی اور مالِ غنیمت کی فراوانی ہوئی تو پھر بھی اُن کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی طرف توجہ دلائی اور دنیاوی مال غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی میرے آقا اور میرے جان سے پیارے باپ! آپ کے پاس غلام آئے ہیں، آپ تقسیم کر رہے ہیں تو ایک مجھے بھی عطا فرما دیں کہ چکّی پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں، پانی کا مشکیزہ اُٹھا اُٹھا کر کمر پر نشان پڑ گئے ہیں۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! ایک تو پہلی بات یہ ہے کہ وہ تو تجھ سے پہلے ہی مستحق لوگوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہیں مَیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے اور دنیا سے بے رغبت کر دے گی کہ تم سوتے وقت گیارہ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر، گیارہ مرتبہ الحمدللہ اور گیارہ مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو (سنن أبی داؤد ابواب النوم باب فی التسبیح عند النوم حدیث:5063)۔ پس جب دنیاوی کاموں سے فارغ ہو کر انسان سونے لگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو بیان کرنا اور غور کرنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور غور کرنا، اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا اور غور کرنا، یقیناً اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا بن جاتا ہے۔ بجائے اس سوچ کے کہ آج مَیں نے یہ دنیاوی کام کئے ہیں، یہ فائدے اُٹھائے ہیں اور صبح یہ فائدے اُٹھانے ہیں یا مَیں تو آج اِن اِن چیزوں سے، دنیاوی چیزوں سے محروم رہا ہوں، کس طرح اِن کو حاصل کرنا ہے یہ طریقے سوچتا رہے اور سو جائے، اللہ کو یاد کر کے سوئے اور دن ایمان پر رہتے ہوئے گزرنے پر شکر اور حمد کرے تو یہ زُہد ہے۔ اگر انسان مستقل مزاجی سے برائیوں سے صَرفِ نظر کرے اور عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (سورۃ المؤمنون:4)۔ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں کہ قرآنی حکم پر عمل کرے، لغویات کو ردّ کرے تو یہ زُہد ہے۔ بداخلاقی اور بیہودہ باتوں سے رُکنا اور اچھی باتوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا، یہ زُہد ہے۔ اپنی اَناؤں کو دور پھینک کر صلح کی بنیاد ڈالنا، آپس کی رنجشوں کو دور کرنا، یہ زُہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے آپس میں محبت، بھائی چارے اور سلام کو فروغ دینا یہ زُہد ہے۔ پس انسان کا ہر عمل جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو تو پھر یہ عبادت بن جاتا ہے اور یہی زُہد ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کاموں میں سے یہ ایک کام ہے جس کے لئے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے اندر یہ حالت پیدا کی جائے کہ اپنی دنیا کو دین بنالو اور خدا تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنا لو۔ یہاں آ کر اپنے اندر وہ روحانی گرمی پیدا کرو جو دین کی خاطر دنیا کی خواہشات کو جلا دے اور دین کی خاطر دنیا کمانے کی روح پیدا کرے اور اُسے صیقل کرے۔ پس ایک تو یہ مقصد ہوا جو مَیں نے یہاں ذکر کیا ہے۔

دوسری اہم بات یہ بتائی کہ جلسہ پر آئے ہو تو اس کا تبھی فائدہ ہے جب تقویٰ پیدا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مصرعہ ترتیب دیا کہ ’’ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے‘‘۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً یہ مصرعہ نازل ہوا کہ ’’اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے‘‘۔

(الحکم 10 دسمبر 1901ء جلد 5 نمبر 45 صفحہ 3 کالم نمبر 1)

قرآنِ کریم میں تقویٰ پر چلنے اور اس کے حوالے سے بیشمار احکامات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی تعلیم اور کتاب کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آئے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تقویٰ جو دین کی بنیاد ہے اور جس کے گرد تمام قرآنی احکامات گھومتے ہیں، اگر انسان اس کو پکڑ لے تو حقیقی مومن بنتا ہے۔ اس لئے اپنے ماننے والوں کو بھی بتا دو کہ اگر حقیقی مومن بننا ہے تو یہ تقویٰ ہی ہے جس کی جڑ دلوں میں قائم کرنی ہے۔ اگر یہ قائم ہوگئی تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے مقصدِ پیدائش کو حاصل کر لیا۔ نیکیاں بھی وہی فائدہ دیں گی جو تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے ہوں۔ عبادتیں بھی وہی کام آئیں گی جن کی بنیاد تقویٰ پر ہو۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے بچنا، اور یہی اصل نیکی ہے۔ کسی ایک نیکی کو کرنے والا اگر نیکی کر کے اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگ جائے تو وہ نہ ہی نیکیوں میں ترقی کر سکتا ہے، نہ ہی تقویٰ کے اُس معیار پر پہنچ سکتا ہے جس پر اللہ اور اُس کا رسول ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی یہ نشانیاں بتائی ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت ہے، اللہ فرماتا ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ۔ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا۔ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ۔ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ۔وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرۃ: 178) کہ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی اُسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یومِ آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اُس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو، نیز گردنوں کے آزاد کرانے کی خاطر اور جو نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں، اور جنگ کے دوران بھی، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متقی ہیں۔

اس آیت میں پہلی بات تو یہ بتا دی کہ نیکی کے کچھ لوازمات ہیں۔ قرآنِ کریم میں ہی ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے نمازی بھی ہیں جن کی نمازیں اُن کے لئے ہلاکت ہیں، اُن کے منہ پر ماری جائیں گی۔ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بہت اہم حکم ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر: 1) کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ پس یہ ایک اصولی بات ہے کہ حقیقی نیکی وہی ہے جو اس نیت سے کی جائے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے کرنی ہے اور اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کی گئی نیکی خدا کی مخلوق کے فائدے کے لئے ہوگی نہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے۔

اگر ایک طرف تو یہ زعم ہو کہ ہم بہت نمازیں پڑھنے والے اور مسجدوں میں جمع ہونے والے ہیں اور دوسری طرف جیسا کہ آجکل پاکستان اور دنیا کے بعض ممالک میں مساجد میں ہو رہا ہے کہ احمدیت کے خلاف زہر اُگلا جا رہا ہے۔ خدا کے نام پر عبادت کے لئے آنے والے، یہ نام نہاد عبادت کے لئے آنے والے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدیوں کے خلاف اپنے نام نہاد علماء کی دشنام طرازیاں نمازوں کے بعد یا پہلے سنتے ہیں تو ایسے امام بھی اور ایسی نمازیں بھی بیشک قبلہ رو ہو کر تو پڑھی جاتی ہیں۔ یہ لوگ قبلہ رُو ہو کر تو کھڑے ہیں، لیکن اللہ کے نزدیک یہ نیکیاں نہیں ہیں کیونکہ دوسروں کے جذبات سے کھیلا جا رہا ہے، دوسروں کی جانوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے، سارے قرآنِ کریم میں ایک جگہ بھی نہیں ہے کہ تم میری مخلوق پر ظلم کرو، انسانی قدروں کی پامالی کرو، ظلم و بربریت کے بازار گرم کرو۔ وہ نمونے دکھاؤ جو مخالفینِ انبیاء کا شیوہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کا مسجد میں آنا یا ظاہری طور پر رکوع و سجود کرنا کوئی نیکی نہیں، اس لئے کہ یہ تقویٰ سے دور ہے۔ پس ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کی صف سے باہر کر دیا ہے۔ پس حقیقی نیکی کی تلاش ایک مومن کا خاصہ ہے اور یہ اخلاص اور سوز و گداز کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے حضور کئے گئے رکوع و سجود سے پیدا ہوتی ہے، نہ کہ ظلم و بربریت کی منصوبہ بندی سے۔ ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پیدا ہوتی ہے جس میں نفس کی ملونی نہ ہو۔ مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور اُن کے حق کی ادائیگی کا نام حقیقی نیکی اور تقویٰ ہے۔ حقیقی تقویٰ پر چلنے والا غریبوں، یتیموں اور بیکسوں کی محبت میں ترقی کرتا ہے، نہ کہ اُن کے حقوق کی پامالی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روحانیت میں اگر ترقی چاہتے ہو اور نیکیوں کی حقیقت اگر سمجھنا چاہتے ہو تو ایمان باللہ میں ترقی کرو۔

دوسری بات کہ یومِ آخرت پر ایمان، یہ یومِ آخرت پر ایمان تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ فرشتوں پر ایمان بھی ایک حقیقی مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ پھر کتاب پر ایمان ہے اور نبیوں پر ایمان ہے۔ اب کسی کا یہ کہنا کہ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں، ہم ان ارکان پر ایمان لانے والے ہیں، اُس کو تقویٰ کی راہوں پر نہیں چلا دیتا۔ جب تک ایک حقیقی مومن اپنے ایمان کی حالت کا عملی اظہار نہ کرے اور اس عملی حالت کا اظہار یہ ہے کہ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ (سورۃ البقرۃ:178) کہ مال، اُس کی محبت رکھتے ہوئے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر219

مکرم عدنان عبدالقادر غرایبہ صاحب(1)

مکرم عدنان صاحب لکھتے ہیں کہ:

میرا تعلق اردن سے ہے جہاں میری پیدائش 1963ء میں ہوئی۔مَیں ''اربد'' شہر کے نواحی قصبہ ''المغیر'' کا رہائشی ہوں۔کئی سال پہلے میرے دادا جان کو مجبورًا اس قصبہ میں رہائش اختیار کرنی پڑی تھی۔وہ دراصل کسی اور بستی میں رہتے تھے جہاں ان پر قتل کا جھوٹا الزام لگا کر بستی بدر کر دیا گیا لہٰذا وہ مجبورًا وہاں سے نکل کر اس علاقے میں آ گئے۔میرے دادا جان نیک، متقی اور مستجاب الدعوات تھے۔

والد صاحب کا رویّہ اور دادی کی نصیحت

ہم دس بہن بھائی ہیں۔میرے والد صاحب کو مجھ سے چھوٹے بھائی سے خاص محبت تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ ان کا لاڈلا بیٹا تھا۔اس لاڈ پیار میں کبھی کبھی وہ اس قدر آگے بڑھ جاتے کہ اپنی دیگر اولاد کا حق بھی مارنے سے گریز نہ کرتے۔ایک دفعہ میرا کزن کیمرہ لایا اور ہمارے گھر کے چھوٹے سے باغیچے میں ہماری تصاویر بنانے لگا۔میرے والد صاحب اپنے لئے اچھی سی کرسی لے کر آئے اور میرے چھوٹے بھائی کو بھی اچھے کپڑے پہنا کر اپنے ساتھ کھڑا کر کے تصویر بنوانے لگے۔یہ دیکھ کر مَیں بھی ان کے ساتھ جا کھڑا ہوا لیکن میرے والد صاحب نے مجھے پرے دھکیل دیا اور اپنے ساتھ تصویر نہ بنوانے دی۔مجھے اس کا بہت دکھ ہوا۔میرا دل چاہتا تھا کہ کوئی مجھے پیار کرنے والا ہو اور میرا خیال رکھے۔یہ سوچ کر مَیں اپنی دادی کے پاس والد صاحب کی شکایت کرنے کے لئے گیا تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی ہیں۔جب وہ فارغ ہوئیں تو مَیں نے والد صاحب کی شکایت کی بجائے ان سے پوچھا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے پیار کرنے لگ جائے، اس کے لئے مجھے کیا کرنا ہوگا؟ میری دادی جان نے کہا میری طرح تمہیں پانچ نمازوں کے علاوہ نوافل ادا کرنے چاہئیں اور خدا تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور ذکر الٰہی سے زبان تر رکھنی چاہئے۔

مَیں نے اسی دن محلے کے بچے اکٹھے کئے اور بوریاں بچھا کر ان پر نماز ادا کی۔اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت بھی کی۔اگلے دن مَیں نے اپنی دادی اماں کو بتایا کہ آج مَیں نے اشراق کی نماز میں دس رکعت نفل ادا کئے ہیں۔میری دادی جان یہ سن کر مسکرائیں اور کہنے لگیں کہ اگر تم ایسے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرنے لگ جائے گا۔

بہرحال اس دن سے مَیں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور نوافل سے مجھے خاص شغف ہو گیا اور مجھے احساس ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ میرے قریب ہے۔مَیں کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے لگا۔دن گزرتے گئے یہاں تک کہ جوان ہو گیا۔

نئی زندگی

موسم گرما کی ایک رات مَیں نے خواب میں ایک شخص کو سبز رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے دیکھا۔اس نے مجھے کہا: مَیں ملک الموت ہوں اور تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔مَیں یہ سن کر سخت خوف زدہ ہو گیا۔تھوڑی دیر کے بعد مَیں نے دیکھا کہ ملک الموت میری روح قبض کرنے کے بارہ میں کسی قدر متردّد ہے پھر وہ کہنے لگا: بہتر ہے کہ مَیں اسے کسی اور وقت کے لئے مؤخر کر دوں۔

آنکھ کھلی تو مَیں سخت خائف اور پسینے سے شرابور تھا۔اسی حالت میں اچانک میری نظر اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیاہ رنگ کا ایک موٹا سا بچھو میری طرف بڑھ رہا ہے۔مَیں نے اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے اسے مار دیا۔لیکن اس کے بعد صبح تک مَیں سو نہ سکا۔عین ممکن ہے کہ اس بچھو کے ڈنکنے سے میری موت واقع ہو جاتی لیکن جیسا کہ رؤیا سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بچایا اور میری موت کو کسی اور وقت کے لئے مؤخر کر دیا۔

جنون!

اس رؤیا کے بعد مَیں نے پابندی سے نماز تہجد ادا کرنی شروع کر دی تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر شر سے محفوظ رکھے۔مجھے خدا تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسی لذت آنے لگی تھی کہ بعض اوقات کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ رہتی تھی۔ایک دفعہ مَیں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا جبکہ میری والدہ صاحبہ مجھے کھانے کے لئے بلا رہی تھیں۔تاخیر ہونے کی وجہ سے میری والدہ آئیں اور قرآن کریم بند کرتے ہوئے بولیں کہ کیا تم پاگل ہونا چاہتے ہو؟ مَیں نے کہا: ہاں اگر اسے جنون کا نام دیا جاتا ہے تو مَیں پاگل ہی ہونا چاہتا ہوں اور اپنی تلاوت مکمل کرنے کے بعد کھانا کھانے کے لئے اٹھا۔

رؤیا کے ذریعہ تائیدِ الٰہی

انہی ایام میں ایک رات اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے متمتع فرمایا۔اسی رؤیا میں مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ مَیں اپنے علاقہ میں واقع لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول میں ہوں، لڑکوں کا سکول تو ویسا ہی دکھائی دیا جیسا حقیقت میں ہے جبکہ لڑکیوں کا سکول بہت وسیع ہو گیا تھا جس کی پانچ یا چھ منزلہ عمارت تھی۔

چونکہ اس رؤیا میں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اس لئے اس کے دوسرے حصہ کی سچائی پر بھی مجھے یقین تھا۔اسی بنا پر مَیں نے گھر والوں اور دیگر دوست احباب کو کہہ دیا کہ ایک دن یہ لڑکیوں کا سکول وسیع تر ہو جائے گا۔لیکن سب نے میری بات کا مذاق اڑایا اور کہنے لگ گئے کہ عدنان کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔لیکن آج ہر ایک اس بات کا گواہ ہے کہ لڑکوں کا سکول تو ویسے ہی ہے لیکن لڑکیوں کا سکول کئی منزلہ بن گیا ہے۔

آدابِ تلاوت قرآن

عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی ذات کا عرفان بھی بڑھتا گیا اور خدا کی عبادت اور اس سے تعلق میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔اب قرآن کریم کی تلاوت کے وقت جب مَیں یہ پڑھتا کہ ''قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا:14)'' تو دعا کرتا کہ اے اللہ مجھے ان میں سے بنا دے، اور جب پڑھتا کہ ''اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ (الکہف:14)'' تو دعا کرتا کہ اے اللہ مجھے ان جیسا بنا دے۔اور جب یہ پڑھتا کہ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (الواقعۃ:13-14) تو دعا کرتا کہ اے اللہ مجھے آخری زمانے کے ان قلیل لوگوں میں سے بنا دے۔

{تلاوت قرآن کریم کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کے انعامات اور اس کے کامیاب اور بامراد ہونے والے گروہ کا ذکر آئے تو ان انعامات کے حصول اور ان اہل اللہ جیسا بننے کی دعا کی جائے، اور جہاں خدا تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب اور تباہ ہونے والی قوموں کا ذکر آئے تو وہاں خدا کے غضب سے پناہ کی دعا کی جائے۔اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب تلاوت کرنے والے کو قرآن کریم کی آیات کے معانی بھی سمجھ میں آ رہے ہوں۔اسی لئے جماعت میں ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے تا اس کے معانی سمجھ کر عمل کی طرف توجہ رہے۔ندیم}

مسیح ومہدیؑ

مَیں صحیح بخاری او رصحیح مسلم میں جب علاماتِ قیامت اور آخری زمانے کے فتنوں، نزول عیسیٰ اور ظہور امام مہدی کے بارہ میں پڑھتا تو یہی سمجھتا کہ آخری زمانے میں امت محمدیہ میں سب سے بڑا اصلاحی دور امام مہدی کا ہے۔جس کے ساتھ ایک جنگجو فوج ہوگی اور وہ اس کے ساتھ مختلف فتوحات کرے گا۔اس لئے مَیں یہی دعا کرتا تھا کہ خدایا مجھے امام مہدی کے پیروکاروں میں سے بنانا، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں میرا یہی خیال تھا کہ انہوں نے نزول تو فرمانا ہے لیکن انہوں نے مسلمانوں کی بجائے عیسائیوں کی اصلاح کے لئے آنا ہے او رانہیں مسلمان کرنا ہے۔نیز دجال کو قتل کرنا ہے۔

تبصرہ

{آخری زمانے کے مبعوث ربانی کا مسیح اور مہدی کے دو ٹائٹلز کے ساتھ آنا اس کے دو اہم کاموں کی طرف اشارہ ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب بہرحال نہیں ہے کہ دو الگ الگ شخصیتیں ظاہر ہوں گی۔اس بات کی وضاحت ابن ماجہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں مسیح و مہدی کو ایک وجود قرار دیا گیا ہے۔کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے امام مہدی مبعوث ہوں گے اور عیسائیوں کی اصلاح کے لئے عیسیٰ علیہ السلام، تو یہ اصول باقی اقوام کے لئے بھی ماننا پڑے گا کیونکہ آخری زمانے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی طرح ہر قوم اور ہر مذہب کو ہی اصلاح کی ضرورت ہوگی۔اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ہر مذہب میں آخری زمانے میں ایک مصلح کی آمد کی خبر موجود ہے۔لیکن کیا اس سے یہ مراد ہے کہ آخری زمانے میں ہر مذہب وملت میں ایک مبعوث آئے گا اور ہر مبعوث اپنے علیحدہ دین کی طرف بلائے گا؟ اگر یہ مانا جائے تو اس سے اور خرابیوں کے علاوہ یہ بھی لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین آخری دین نہیں رہے گا اور آپؐ آخری رسول نہیں رہیں گے اور آپؐ کی شریعت آخری شریعت نہیں رہے گی، کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر مذہب میں آنے والا مصلح لوگوں کو اپنے دین کی طرف ہی بلائے گا۔پس جو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَام (آل عمران: 20) یعنی اب خدا کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے، او رجو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مذاہب اور اقوام کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور جو اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ قرآن کریم قیامت تک قابل عمل آخری شریعت ہے اسے بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپ کی نیابت میں آپ کی ہی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث ہونے والا شخص صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں آئے گا بلکہ آپ کے نقشِ قدم پر تمام ادیان واقوام کے لئے آئے گا اور یوں وہ ان تمام پیشگوئیوں کا بھی مصداق ہوگا جو مختلف مذاہب میں آخری زمانے میں ایک مصلح کے آنے سے تعلق رکھتی ہیں۔اس مضمون کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں نہایت دلنشین انداز میں بیان فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں: ''جوں جوں انبیاء آتے گئے وہ اپنے سے پہلے آنے والے انبیاء کی تعلیموں کے بھی حامل رہے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کو جو کتاب دی گئی اس میں تمام پہلے انبیاء کے صحیفوں کو شامل کر دیا گیا۔اس لئے وہ کتاب کوئی ایک صحیفہ نہیں بلکہ کئی صحف کا مجموعہ ہے اس لئے قرآن نے اس کے لئے ''فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (عبس:14) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (المرسلت:12) کہہ کر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی طرف اشارہ کر دیا حالانکہ آنے والا صرف ایک رسول تھا۔مگر چونکہ اس کی رسالت میں گذشتہ تمام انبیاء کی رسالت بھی شامل ہو جانی تھی اور وہ ہر گزشتہ نبی کا بروز ہونے والا تھا، اُسے رسول کی بجائے رُسل کہا گیا ہے۔یہی وہ بات ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ۔اللہ کا جری جو تمام انبیاء کا لباس پہن کر اس دنیا میں آیا ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد8 صفحہ 171-170)

اب رہا یہ سوال کہ اگر آنے والا مصلحِ اقوامِ عالم ہے تو اس کا نام صرف عیسیٰ کیوں رکھا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آخری زمانے کا فتنہ عیسائی اقوام کی طرف سے ہوگا اس لئے اس کے خاتمہ کے لئے آنے والے کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔علاوہ ازیں اس نام رکھنے میں اس آنے والے کی آمد کا وقت بھی متعین کر دیا گیا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ کے عروج کے وقت آئے گا۔ندیم}

عمرہ کا عجیب واقعہ

1995ء میں مَیں نے اپنی والدہ بھائیوں او راہلیہ کے ساتھ عمرہ کا سفر اختیار کیا۔ہم نے دیگر چالیس پچاس افراد کے ساتھ ایک بس کے ذریعہ سفر کیا۔اس سفر میں مَیں نے ایسے ایسے شیطانی افعال دیکھے کہ مَیں ان کو بیان کرنے سے بھی قاصر ہوں۔یہ دیکھ کر میرے اندر فعلِ رحمٰن اور فعل شیطان کے مابین نزاع شروع ہو گیا، حتی کہ جب مَیں بیت اللہ میں داخل ہوا تب بھی ایسی باتیں میرے اردگرد جاری تھیں جن کی وجہ سے میری طبیعت خشوع وخضوع کی طرف مائل نہ ہوئی۔او رمَیں اسی کشمکش کی حالت میں طواف کرنے کے بعد مقام ابراہیم کی طرف چلا گیا جہاں مَیں نے دو رکعت نماز ادا کی اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ان آلائشوں کے ساتھ تو مَیں تیرے گھر میں قدم رکھنے کے قابل بھی نہیں ہوں۔اب تو ہی میرا اندرونہ صاف کر تا مَیں تیرے گھر میں داخل ہونے کے قابل ہو سکوں، کیونکہ تیری مدد کے بغیر مَیں ایسی باتوں کی طرف مائل ہو جاؤں گا جو تیرے غضب کا مورد بنانے والی ہیں اور مَیں تیری ناراضگی سے بہت ڈرتا ہوں۔مَیں نے عمرہ کا سارا وقت اسی کشمکش

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر28

متی باب19

متی کے باب 19 میں یسوع نے طلاق کے بارہ میں تعلیم دی ہے۔ چونکہ طلاق کا تعلق انسانی زندگی کی ایک اہم شاخ یعنی عائلی زندگی سے ہے اس لئے ہر صاحب فکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان بیان کو غور سے پڑھے اور اس کی حکمتوں پر غور کرے۔ متی کے مطابق طلاق کے بارہ میں یسوع کی تعلیم یہ ہے:

’اور فریسی اسے آزمانے کو اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے انہیں بنایا اس نے ابتدا ہی سے انہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے؟ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اسے آدمی جدا نہ کرے۔

انہوں نے اس سے کہا پھر موسیٰ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دے کر چھوڑ دی جائے؟ اس نے ان سے کہا کہ موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا۔ اور مَیں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کر لے وہ بھی زنا کرتا ہے‘۔ (متی باب 19 آیات3 تا9)

بعض دفعہ بعض مسیحی اس عبارت سے یہ استنباط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یسوع نے موسوی شریعت کو منسوخ کر دیا تھا۔ مگر یہ استنباط قطعی طور پر درست نہیں۔ اگر ایسی بات تھی تو جب یہودیوں نے یہ کہا کہ: موسیٰ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دے کر چھوڑ دی جائے‘۔ تو یسوع نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ مَیں نے تو یہودی شریعت منسوخ کر دی ہے اور اب پرانے حکم کے بجائے نیا حکم یہ ہے۔ حقیقتاً یسوع نے شریعت کی طلاق کی تعلیم کو ہرگز منسوخ نہیں کیا بلکہ شریعت میں کہا گیا تھا کہ بیہودہ بات کی صورت میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ (استثناء باب24)

ہلل کا فتویٰ یہ تھا کہ ہر بیہودہ بات پر طلاق دی جاسکتی ہے جبکہ شمائی کا فتویٰ یہ تھا کہ بیہودہ بات سے مراد حرامکاری ہے اور صرف حرامکاری کی بنا پر یسوع نے ہلل کے فتویٰ کو ردّ کرتے ہوئے شمائی کے فتویٰ کی تائید کی ہے اور شریعت کے کسی حکم کو ہرگز منسوخ نہیں کیا۔

اب اگر عقلاً دیکھا جائے تو حرامکاری کے علاوہ بھی ایسی مجبوریاں پیدا ہوسکتی ہیں کہ خاوند کو طلاق دینی پڑے۔ سپین میں ایک اخبار نویس نے مجھ سے اس بارہ میں دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خدانخواستہ تمہاری بیوی اگر کسی کو قتل کر دے اور عدالت کی طرف سے اس کو عمر قید کی سزا ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ یسوع کے اس فتویٰ کی وجہ سے تم اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے اور چرچ کے خود ساختہ فتویٰ کی وجہ سے جو یسوع نے کبھی نہیں دیا تم دوسری شادی نہیں کر سکتے، بولو کیا کرو گے؟ کیا خود حرامکاری کا ارتکاب نہیں کرو گے؟ اس پر اس اخبار نویس نے اقرار کیا کہ ہاں بعض صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں کہ جن میں حرامکاری کے علاوہ بھی طلاق کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

یہ کہنا کہ یسوع نے طلاق پر پابندی لگا کر شریعت کے حکم کو منسوخ کیا ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یسوع نے یہ کہہ کر کہ ’کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے انہیں بنایا اس نے ابتداء ہی سے انہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے‘۔ (پیدائش)

گویا یسوع نے طلاق کو ایک حدّ تک منع کرنے کا فتویٰ بھی اپنی طرف سے نہیں دیا بلکہ شریعت کے حکم کی بناء پر دیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یسوع نے شریعت کو یا شریعت کے کسی حکم کو منسوخ کیا ہے بالکل غلط ہے۔ یسوع نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ طلاق دینے کی شریعت میں اجازت ہے، نہ کہ حکم ہے۔

ہم پہلے یہ ذکر کر چکے ہیں کہ اناجیل میں ہر اہم نکتہ پر اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے۔ **چنانچہ متی کی انجیل میں حرامکاری کی صورت میں بیوی کو طلاق دینے کی اجازت واضح طور پر موجود ہے اور مرقس میں کسی عذر کی بناء پر طلاق کی اجازت نہیں۔**

اب ہمارا ہر مسیحی سے یہ سوال ہے کہ وہ متی کے فتویٰ پر عمل کریں گے تو مرقس کے فتویٰ کے مطابق خود بھی حرامکار قرار پائیں گے اور اگر مرقس کے فتویٰ پر عمل کریں گے تو جو سوال خاکسار نے سپین کے اخبار نویس سے کیا تھا اس کی روشنی میں خود حرامکاری پر مجبور ہوں گے۔

آپ متی کو بھی خدا کا کلام کہتے ہیں، مرقس کو بھی خدا کا کلام کہتے ہیں حالانکہ دونوں میں شدید تضاد ہے۔ کیا خدا کے کلام میں بھی اختلاف اور تضاد ہوسکتا ہے؟ اور متی اور مرقس میں نہیں بلکہ لوقا باب 16 آیت17 ، 18 میں بھی متی کی تعلیم کے بالکل خلاف تعلیم ہے۔

۞......متی باب 19 آیت16 تا 29 میں لکھا ہے:

’اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ نیک تو ایک ہی ہے۔ لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ اس نے اس سے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا یہ کہ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔ اس جوان نے اس سے کہا کہ میں نے ان سب پر عمل کیا ہے۔ اب مجھ میں کس بات کی کمی ہے؟ یسوع نے اس سے کہا اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال و اسباب بیچ کر غریبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آکر میرے پیچھے ہولے۔ مگر وہ جوان یہ بات سن کر غمگین ہو کر چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا۔ اور یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونا مشکل ہے۔ اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔ شاگرد یہ سن کر بہت ہی حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ یسوع نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ آدمیوں سے تو نہیں ہوسکتا لیکن خدا سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ اس پر پطرس نے جواب میں اس سے کہا دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہولئے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟ یسوع نے ان سے کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہولئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔ اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملے گا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا‘۔

(متی باب 19 آیت16 تا29)

یہ مضمون مرقس میں بھی ہے مگر ایک چھوٹی مگر بہت اہم تبدیلی کے ساتھ:

’اور جب وہ باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا تو ایک شخص دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھنے لگا کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟ یسوع نے اس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ تو حکموں کو تو جانتا ہے۔ خون نہ کر، زنا نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، فریب دے کر نقصان نہ کر، اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔

اس نے اس سے کہا اے استاد میں نے لڑکپن سے ان سب پر عمل کیا ہے۔ یسوع نے اس پر نظر کی اور اسے اس پر پیار آیا اور اس سے کہا ایک بات کی تجھ میں کمی ہے۔ جا جو کچھ تیرا ہے بیچ کر غریبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آکر میرے پیچھے ہولے۔ اس بات سے اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی اور وہ غمگین ہو کر چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا۔ پھر یسوع نے چاروں طرف نظر کر کے اپنے شاگردوں سے کہا دولتمندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے ! شاگرد اس کی باتوں سے حیران ہوئے۔ یسوع نے پھر جواب میں ان سے کہا بچو! جو لوگ دولت پر بھروسا رکھتے ہیں ان کے لئے خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیا ہی مشکل ہے۔ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔ وہ نہایت ہی حیران ہو کر اس سے کہنے لگے پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ یسوع نے ان کی طرف نظر کر کے کہا یہ آدمیوں سے تو نہیں ہوسکتا لیکن خدا سے ہوسکتا ہے کیونکہ خدا سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ پطرس اس سے کہنے لگا دیکھ ہم نے تو سب کچھ چھوڑ دیا اور تیرے پیچھے ہولئے ہیں‘۔

(مرقس باب 10 آیت17 تا28)

یہ مضمون لوقا میں بھی ہے:

’پھر کسی سردار نے اس سے یہ سوال کیا کہ اے نیک استاد! مَیں کیا کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟ یسوع نے اس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ تو حکموں کو تو جانتا ہے۔ زنا نہ کر، خون نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر۔

اس نے کہا میں نے لڑکپن سے ان سب پر عمل کیا ہے۔ یسوع نے یہ سن کر اس سے کہا ابھی تک تجھ میں ایک بات کی کمی ہے۔ اپنا سب کچھ بیچ کر غریبوں میں بانٹ دے تجھے آسمان پر ایک خزانہ ملے گا اور آکر میرے پیچھے ہولے۔ یہ سن کر وہ بہت غمگین ہوا کیونکہ بڑا دولتمند تھا۔ یسوع نے اس کو دیکھ کر کہا کہ دولتمندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے ! کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو۔ سننے والوں نے کہا تو پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ اس نے کہا جو انسان سے نہیں ہوسکتا وہ خدا سے ہوسکتا ہے۔ پطرس نے کہا دیکھ ہم تو اپنا گھر بار چھوڑ کر تیرے پیچھے ہولئے ہیں۔

(لوقا باب 18 آیت18 تا28)

اس عبارت کے ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یسوع ناصری کو خدا قرار دیتا ہے یا کسی خاص معنے میں خدا کا بیٹا قرار دیتا ہے جس سے ان کی الوہیت کا اقرار نکلتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ یسوع ناصری قطعاً الوہیت کے مدّعی نہیں ہیں اور قطعی طور پر اپنی الوہیت کے منکر ہیں۔ ماننے والوں کی مرضی ہے جو چاہیں مانیں، دین میں جبر نہیں مگر اس جگہ حضرت مسیح نے اپنی الوہیت کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ وہ نیکی جو خدا کی ذات میں پائی جاتی ہے حضرت مسیح قطعی طور پر اس سے انکار کر رہے ہیں۔ آپ جو مرضی تاویلات کا گورکھ دھندہ بنا کر الوہیت مسیح کا عقیدہ رکھنا چاہیں رکھیں، مگر ایک ایسے وجود کو جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تمام شکل و صورت انسان کی رکھتا تھا، کھاتا پیتا، چلتا پھرتا اور اپنے نیک ہونے سے صاف انکار کرتا ہے اور آپ کے خیال میں صلیب پر لٹکا کر مارا گیا اگر آپ اس کو خدا ماننا چاہتے ہیں تو مانیں لیکن کبھی تنہائی میں رات کی تاریکی میں دل پر ہاتھ رکھ کر سوچ لیں کہ کیا ایسا وجود خدا ہوسکتا ہے؟

دوسری بات آپ کی توجہ کے قابل یہ ہے کہ متی کے انجیل نویس نے یہاں جو یسوع نے کہا اس کو بدلنے کی کوشش کی ہے اور لوقا اور مرقس نے اصل عبارت دے دی ہے کیونکہ سیاق و سباق کے لحاظ سے متی کی عبارت بالکل بے جوڑ ہے اور متی نے ایک الجھن کی وجہ سے یسوع کی عبارت کو بدلا دیا ہے جیسا کہ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

Marks narrative (10:17-22) caused the early church much perplexity and searching of heart, and clement of Alexandria found it, necessary to write a tract on the subject What Rich Man is saved? Matthew was one of the first to be disturbed by its problem. He changed Jesus startling question why do you call me good! (Mark10:18) and altered the heroic, demand of absolute self-surrender so as to make it appear that which the precepts of the ten commandments were binding on all men, the counsel to poverty was only for the perfect.

تو گویا آپ کی رائے میں ایک انسان نے خدا کے کلام میں ارادتاً تبدیل کی۔ کیا آپ اس رائے کے بعد متی کی انجیل کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں؟

اور اگر متی کا بیان کہ یسوع نے اس موقعہ پر کیا کہا تھا مرقس اور لوقا کے بیان سے مختلف ہے، تو کیا خدا کے کلام میں اس قسم کا تضاد اور ٹکراؤ ہوسکتا ہے؟

انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

17. Why do you ask me about what is good? This is apparently the reading of the Alexandrian, western caesarban and old sgriac text; KJV represents the later Byzantine reading.

نئے عہد نامہ کے نسخوں اور مخطوطات میں اتنے اختلافات کے ساتھ آپ اپنے عقیدہ کی بنیاد کس طرح اس کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور آپ اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ان عقائد کو نہ ماننے والا دائمی جہنم کا وارث ہوگا۔ **یہ بات آج کے عیسائی چرچ کے لئے قابل توجہ ہے کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بننے کیلئے کسی کی صلیبی موت، کفارہ اور تثلیث پر ایمان لانے کا یسوع نے حکم نہیں دیا**

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

صحابہ کے خاندانوں کے بعض افراد جو جماعت سے دُور ہٹ جاتے ہیں، وہ بعض افرادِ جماعت یا عہدیداروں وغیرہ کے رویہ کی وجہ سے دُور ہٹتے ہیں اور پھر نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے بزرگ غلط تھے۔
پس ایسے لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر زُودرنجی دکھانے کی بجائے اپنے لئے بھی خدا تعالیٰ سے ہدایت پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور جو لوگ وجہ بن رہے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔

اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں جس میں سے سب سے بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہمارے خون میں اس فیض کو جاری کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ صحابہ کی اولادیں ہمیشہ دین پر قائم رہنے والی ہوں اور اُن کے لئے دعا کرنے والی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کی روایات کا ایمان افروز تذکرہ

جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جا رہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

کسی بدفطرت فتنہ پرداز کی طرف سے فیس بُک (facebook) پر حضرت باوا نانک صاحبؒ کی تصویر پر غلیظ فقرات لکھ کر اشتعال انگیزی کی نہایت مکروہ اور مذموم حرکت

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے ہمارے نزدیک حضرت باوا نانکؒ کا مقام بہت بلند ہے اور ہم اُنہیں بڑی عزت و احترام سے دیکھتے ہیں۔

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب، مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ اور مکرمہ ناصرہ بنت ظریف صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب شہید کی وفات، مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12/اکتوبر 2012ء بمطابق 12/اخاء1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

جب مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اور روایات بیان کرتا ہوں تو جس صحابی کا واقعہ بیان ہوتا ہے، اُن کی اولادیں اور اُن کی نسلیں اپنے خطوط میں اس پر خوشی کا اظہار کرتی ہیں اور دعا کے لئے بھی کہتی ہیں کہ دعا کریں کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں اس اعزاز کی حفاظت کرنے والے ہوں جو ہمیں ہمارے دادا، پڑدادا یا پڑنانا، دادی پڑدادی وغیرہ کو زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے سے ملا، یا اُنہوں نے وہ زمانہ پایا اور براہِ راست امامِ وقت سے فیض پایا۔ لیکن ایک واقعہ پر میری حیرت کی انتہا ہوئی، جب میں نے سنا کہ بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے بزرگوں پر یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ انہوں نے غلط کیا کہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ گئے۔ اُن کے دلوں میں یہ غلط خیالات اُن بزرگوں کے صحیح حالات اور واقعات نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔

اب جبکہ میں نے اُن بزرگوں کے واقعات بیان کرنا شروع کئے ہیں تو ایسے ہی غلط فہمی میں مبتلا ایک خاندان یا شخص نے مجھ سے رابطہ کر کے کہا کہ فلاں بزرگ کی روایات بیان کر کے آپ نے اُن کے بارے میں جو اُلجھن پیدا کرنے والے بعض سوالات مجھے اُٹھتے تھے اُن کو ختم کر دیا ہے۔ تو یہ واقعات بیان کرنا بعض خاندانوں کے افراد کی غلط فہمیاں جو اُن کو اپنے بزرگوں کے بارے میں پیدا ہو جاتی ہیں، اُنہیں دور کرنے کا بھی باعث بنتا ہے اور اُن کی نسلوں کو جماعت کے قریب لانے کا بھی باعث بنتا ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے واقعات بیان کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جو کچھ حد تک بیان کئے تھے پھر بیچ میں رہ گئے تھے۔ اس لئے مَیں بھی کہتا رہا ہوں اور مجھ سے پہلے خلفاء بھی خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے رہے ہیں کہ اگلی نسلوں کو اپنے بزرگوں کے واقعات اور حالات اور تاریخ کی جُگالی کرتے رہنا چاہئے تا کہ اگلی نسلوں کا بھی جماعت سے مضبوط تعلق پیدا ہو اور اُن کی تربیت بھی ہو۔

یہاں یہ بھی بتا دوں کہ صحابہ کے خاندانوں کے بعض افراد جو جماعت سے دور ہٹ جاتے ہیں، وہ بعض افرادِ جماعت یا عہدیداروں وغیرہ کے رویہ کی وجہ سے دور ہٹتے ہیں اور پھر نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے بزرگ غلط تھے۔ پس ایسے لوگوں کو ذرا ذرا سی

بات پر زُود رنجی دکھانے کی بجائے اپنے لئے بھی خدا تعالیٰ سے ہدایت پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور جو لوگ وجہ بن رہے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے بزرگوں نے بڑی تحقیق کر کے احمدیت قبول کی تھی، یا اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رہنمائی حاصل کر کے احمدیت کو قبول کیا تھا۔ موجودہ نسلیں تو غلط ہو سکتی ہیں کیونکہ اُن کا خدا تعالیٰ سے وہ تعلق نہیں ہے جو پہلوں کا تھا، جو اُن بزرگوں کا تھا، لیکن وہ بزرگ غلط نہیں ہو سکتے۔ ہمیشہ یاد رکھیں۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلائے اور کبھی کوئی ایسا موقع پیدا نہ ہو جو اُنہیں یا ہم میں سے کسی کو بھی دین سے دُور لے جانے والا ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا سے دور لے جانے والا ہو۔ ایسے لوگ اگر خود یہ جائزے لیں تو اُنہیں پتہ چلے گا کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کو اُن کی اَنانیت یا ناسمجھی نے دین کے مقابل پر کھڑا کر کے دین سے دور کر دیا ہے۔

پس صحابہ کی اولاد میں سے ایسے جو کسی بھی وجہ سے دین سے دور ہو گئے ہیں یا جماعتی نظام سے دور ہو گئے ہیں، جن کے ذاتی تصورات یا خیالات اُن پر حاوی ہو گئے ہیں، اَنانیت اُن پر حاوی ہو گئی ہے، اُنہیں چاہئے کہ اپنے لئے ہمیشہ راہِ راست پر چلنے کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں جس میں سے سب سے بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہمارے خون میں اس فیض کو جاری کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ صحابہ کی اولادیں ہمیشہ دین پر قائم رہنے والی ہوں اور اُن کے لئے دعا کرنے والی ہوں، نہ یہ کہ کسی بھی قسم کا اعتراض اُن کے دل میں پیدا ہو۔

آج پھر مَیں اس چھوٹی سی تمہید کے بعد صحابہ کے واقعات بیان کروں گا۔

پہلا واقعہ اور روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ ولد نور محمد صاحب کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ایک رات بعد نماز عشاء میں نے مولوی صاحب (مولوی سلطان حامد صاحب) کی خدمت میں عرض کی کہ مولوی صاحب! یہ جو حضرت مرزا صاحب نے مہدویت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حقیقت میں یہ مدعی صادق ہو۔ درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہمارے وطن ہی میں مبعوث فرمایا ہے۔ اگر ہم اُن کی شناخت سے محروم رہ جائیں تو کیا ہم اتنی سی تکلیف بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ وہاں جا کر اُن کی زیارت تو کریں (کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہمارے وطن میں مبعوث فرمایا ہے لیکن پھر بھی ہم شناخت سے محروم رہ جائیں اور کوئی تکلیف نہ کریں کہ اُن کی زیارت کریں۔ تو) مولوی صاحب چونکہ سلیم القلب اور حلیم الطبع تھے۔ (انہوں نے) سن کر جواباً فرمایا کہ ضرور جانا چاہئے۔ میں نے اُن سے واثق عہد لے لیا، (مضبوط عہد لے لیا)۔ مولوی صاحب چلے گئے اور میں سو رہا۔ (وہ تو اس کے بعد، عہد کرنے کے بعد میری بات سن کے چلے گئے لیکن مَیں سو گیا۔ مولوی صاحب اُس مجلس سے اُٹھ کے چلے گئے اور اُس کے بعد کہتے ہیں میں سو گیا۔ کہتے ہیں اُس وقت) میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا خوشنما مکان ہے، اس کے غالباً چار دروازے ہیں اور اس کا رُخ جنوب کی طرف ہے اور اُس کی شرقی طرف ایک میدان ہے جس میں ایک بڑا مجمع معززین کا جو سفید پوش اور فلکی صفات معلوم ہوتے ہیں، حلقہ باندھ کر بیٹھے ہیں، اُن کی تعداد تقریباً یک صد سے تجاوز ہو گی۔ اُن کے درمیان مَیں بیٹھا ہوں۔ دفعتہً اس مکان کے شرقی دروازے سے ایک نورانی شکل سفید رِیش اور سفید دستار بُشروں کی چمک ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے، باہر نکلے اور اس جماعت کی طرف رُخ کیا ہے۔ تو اُس جماعت کے درمیان میں مَیں کھڑا ہوا ہوں۔ تو اُس نورانی وجود نے میری طرف انگشت شہادت کا اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ معاً میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ یعنی وہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہتے ہیں اس پر میری زبان پر درود شریف جاری ہو گیا اور میں بیدار ہو گیا اور میرے دل میں اس قدر سرور پیدا ہوا کہ پھر مجھے نیند نہ آئی۔ میں نے اُٹھ کر نماز تہجد پڑھ لی اور دل میں یہ کہا کہ کس وقت صبح ہو اور مَیں مولوی صاحب کو یہ خواب سناؤں۔ صبح کو جب مولوی صاحب تشریف لائے تو فراغتِ نماز کے بعد میں نے اُن کو یہ خواب سنایا تو انہوں نے سن کر فرمایا کہ تُو بڑا خوش قسمت ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 230-229 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کے سلسلے میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا بہت مفید ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد سونے سے پہلے تازہ وضو کر کے دو نفل پڑھے جاویں اور اُن میں دعا کی جاوے کہ اے ہمارے مولیٰ! اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو ہم پر حقیقت ظاہر کر۔ کہتے ہیں کہ مَیں مشرقی افریقہ سن 1900ء میں ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے ایک پرانے دوست مسمّی نیک محمد صاحب ساکن سرائے عالمگیر ضلع گجرات کو اپنے ملازم کی حیثیت سے ساتھ لے گیا تھا۔ اُن کو تبلیغ کرتے ہوئے میں نے یہ نسخہ بتایا جو اوپر بیان ہوا ہے۔ تو انہوں نے یہ عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو خواب میں حسبِ ذیل نظارہ دکھایا کہ ''وہ اپنے مکان واقع سرائے عالمگیر میں ہیں اور اُن کا والد مرحوم بھی ہے اور جس کوٹھڑی میں وہ ہیں وہ حد درجہ روشن ہو گئی ہے اور یہ نظر آ رہا ہے کہ آسمان سے نور کی ایک لہر چل رہی ہے جس نے کوٹھڑی میں نور ہی نور کر دیا ہے۔ اور معاً ایک بزرگ نہایت خوبصورت، پاکیزہ شکل ظاہر ہوتے ہیں اور بھائی نیک محمد صاحب کے والد بزرگوار اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ امام مہدی ہیں۔ اور دونوں باپ بیٹا حضور سے ملے ہیں''۔ ایسے خوشکُن نظارے کے بعد اُن کی نیند کھلی اور دن چڑھے انہوں نے مجھے یہ حال بتایا اور اُن کی بیعت کے واسطے خط لکھنے کے واسطے کہا۔ چنانچہ مَیں نے اُن کی بیعت کا خط لکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کا سارا خاندان احمدی ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 4 صفحہ 168-167 روایت حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ)

حضرت ماسٹر مولا بخش صاحبؓ ولد عمر بخش صاحب فرماتے ہیں کہ: مَیں مدرسہ سنگھونی ریاست پٹیالہ میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ ماہ بھادوں (جو برسات کے بعد اگست کا مہینہ ہوتا ہے) کہتے ہیں اُس وقت موسمی تعطیلات ہوئیں۔ مجھے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا۔ میرا بچہ عبدالغفار مرحوم دو سال کا تھا۔ اُس کے بدن پر پھوڑے نکلے ہوئے تھے جو اچھے نہ ہوتے تھے۔ میں اُس کی پرواہ نہ کر کے وہاں سے چل پڑا اور سرہند کے مولوی محمد تقی صاحب کو ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ جب میں تقریباً ایک ماہ یہاں گزار کر گھر پہنچا تو مَیں نے لڑکے کو بالکل تندرست دیکھا۔ میری بیوی نے کہا کہ میں نے اس کو نہلانا چھوڑ دیا تھا، پھوڑے اچھے ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 146 روایت حضرت مولا بخش صاحبؓ)

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ فرماتے ہیں: مَیں نے 1898ء کے قریب ایک رؤیا دیکھی تھی کہ مَیں ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر رُو بہ مشرق کھڑا ہوں۔ میرے دونوں ہاتھ پوری وسعت کے ساتھ شانوں کے برابر پھیلے ہوئے ہیں اور میری دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر سورج کا زرّیں کُرّہ بلور کی طرح چمکدار موجود ہے اور چاند کا کُرّہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر تین فٹ کی بلندی پر آ پہنچا ہے۔ مشرق سے ایک دریا پہاڑ سے جانب جنوب ہو کر گزرتا ہے اور دریا اور پہاڑ کے درمیان میں وسیع میدان اور سبزہ زار ہے۔ بعد میں یہ تعبیر کھلی کہ پہاڑ سے مراد عظمت اور رفعت ہے۔ سورج سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور چاند سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بدرِ کامل ہیں۔ اور دریا سے مراد علومِ آسمانی ہیں جو مشرق کی طرف سے مغرب کو فیضیاب کر دیں گے اور چاند کا تین فٹ دور ہاتھ سے بلند ہونا ظاہر کرتا تھا کہ تین سال کے بعد احمدیت نصیب ہو گی''۔ 1898ء میں خواب دیکھی تھی چنانچہ 1901ء میں اُن کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 202-200 روایت حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ سابق انسپکٹر پولیس پٹیالہ فرماتے ہیں کہ سن 1900ء میں گرمی کا مہینہ تھا کہ ایک خادم مع ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے قادیان بارادہ بیعت گیا۔ مغرب کے قریب قادیان پہنچا۔ قادیان کے کچے مہمان خانے میں بستر رکھ کر مسجد مبارک میں گیا۔ حضرت مرزا صاحب نماز مغرب کے لئے اندرونِ خانہ سے تشریف لائے۔ چونکہ کچھ اندھیرا ہو گیا تھا، بہت فربہ معلوم ہوئے۔ کیونکہ خادم شہری آب و ہوا میں پرورش پایا ہے شیطان نے دل میں ڈالا۔ موٹا کیوں نہ ہو۔ (نعوذ باللہ)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان کو خیالات آئے کیونکہ اندھیرے کی وجہ سے صحیح طرح نظر نہیں آیا۔ شیطان نے دل میں ڈالا کہ موٹے کیوں نہ ہوں۔ لوگوں کا ماس خوب کھاتے ہیں۔ پھر اندر سے بہت سی عورتوں کے بولنے کی آوازیں آئیں۔ پھر دل میں وسوسہ پیدا ہوا، شیطان نے ڈالا کہ اس کی نیک چلنی کا کیا پتہ ہے۔ نفس کے ساتھ سخت جدوجہد ہوئی

SHAHEEN
REISEN
Authorised Travel Agency

آپ ہمیشہ اپنی قابلِ اعتماد شاہین ٹریول سروس سے دُنیا بھر کے کسی بھی ملک سے سفر کرنے والوں کے لئے جدید الیکٹرونک طریقہ کار سے ہوائی ٹکٹ اپنے گھر بیٹھے فوراً حاصل کریں۔ نیز UK سے بذریعہ کار DOVER سے CALAIS آنے والوں کے لئے FERRY کی سستی بکنگ کروائیں مذید معلومات کے لئیے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

Arshad Ahmad Shahbaz
-Chief Executive-

Fon: 06151 - 36 88 525
Fax: 06151 - 36 88 526

info@shaheenreisen.de / www.shaheenreisen.de / Martinstrasse 87, D-64285 Darmstadt
Bankverbindung:Shaheen Reisen- Konto 584 625 606- BLZ 50010060 Post Bank Frankfurt-Germany

کہ تمام بدن پسینہ پسینہ ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں نفس نئے سے نئے پلید خیالات لاتا تھا۔ میں نماز میں دعا کرتا رہا کہ اے خدا! اگر یہ شخص سچا ہے تو میں اس کے دروازہ سے نامراد اور ناکام واپس نہ جاؤں۔ مگر دل کی کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ نماز کے بعد مہمان خانے میں واپس آ گیا اور فیصلہ کیا کہ ایسے حالات میں بیعت کرنا درست نہیں ہے۔ یہ یاد نہیں کہ عشاء کی نماز پڑھی یا نہیں اور پڑھی تو کہاں پڑھی۔ مغموم حالت میں سوگیا۔ رات کے دو یا تین بجے کا وقت ہوگا کہ ایک شخص نے مجھ کو گلے سے پکڑ کر چارپائی سے کھڑا کر دیا۔ یعنی خواب میں یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ اور اس زور سے میرا گلا دبایا کہ جان نکلنے کے قریب ہوگئی اور کہا تُو نہیں جانتا کہ مرزا کون شخص ہے؟ یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اپنے دعوے میں بالکل صادق ہے۔ خبردار اگر کچھ اور خیال کیا اور مجھ کو چارپائی پر دے مارا۔ اور کہتے ہیں کہ ایسی دہشت والی خواب تھی کہ خوفزدہ ہو کے میری آنکھ کھل گئی۔ اُس وقت میری آنکھوں میں آنسو تھے اور گلا سخت درد کر رہا تھا جیسے فی الواقعہ کسی نے دبایا ہو۔ حالانکہ یہ سب خوابی کیفیت تھی۔ دل سے دریافت کیا کہ اب بھی مرزا صاحب کی صداقت میں کوئی شبہ ہے۔ دل نے کہا بالکل نہیں۔ صبح کو مرزا صاحب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو کوئی فرشتہ آسمان سے اُترا ہے اور معمولی بدن کا انسان ہے اور اس کی ہر حرکت پر جان قربان کرنے کو طبیعت چاہتی تھی۔ جب حضور علیہ السلام سامنے آ جاتے تھے، بے اختیار رونا آ جاتا تھا اور گویا حضور معشوق تھے اور یہ ناچیز عاشق۔ بڑی خوشی سے بیعت کی اور خدا نے شیطان کے پنجے سے چھڑا کر مسیح کے دروازے پر زبردستی لا ڈالا۔ ورنہ میرے بگڑنے میں کیا کسر باقی رہی تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 220-219 روایت حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ)

حضرت قائم الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں کی مسجد سے نماز پڑھ کر اُٹھا ہوں تو لوگ کہہ رہے ہیں کہ ارے بھائی! ایک ایسی آفت آئی ہے کہ وہ تمام دنیا کو چٹ کر جائے گی۔ میں بھی سن کر محسوس کر رہا ہوں کہ یہ تمام ہم لوگوں کو کھا جائے گی۔ سیاہ رنگ کی لکڑی سی ہے جو کہ تمام کھیتوں میں نظر آ رہی ہے۔ میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ بھائی یہ تو ہم کو ضرور کھا جائے گی۔ کچھ خدا کو تو یاد کرلو۔ اُسی وقت (اُن آفتوں میں سے) ایک دو نے میرے دائیں ہاتھ کی انگلی پکڑ لی تو مجھے فکر ہوا کہ مجھے یہ نہیں چھوڑے گی۔ تو میں نے اس کیڑے سے پوچھا کہ کیا تم خدا کی طرف سے آئے ہو؟ اُس کیڑے نے انگلی پکڑ لی۔ اُس نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا کیا مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں؟ اُس نے کہا وہ سچے ہیں۔ اگر تُو مرزا صاحب کو نہیں مانے گا تو ہم تمہیں ضرور کھائیں گے کیونکہ وہ صادق ہیں۔ بار بار تین دفعہ آواز آئی کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ صبح اُٹھ کر میں نے اپنی اماں سے پوچھا کہ جمعہ کب ہے؟ انہوں نے کہا: پرسوں۔ چنانچہ جمعہ کے دن جا کر حضرت صاحب کی مَیں نے بیعت کر لی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 367 خواب حضرت قائم الدین صاحبؓ بروایت سردار خان گجراتی صاحب)

حضرت اللہ رکھا صاحبؓ ولد میاں امیر بخش صاحبؓ، یہ دونوں صحابی تھے، فرماتے ہیں کہ: مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ تصدیق خواب کے لئے مَیں مع مولوی احمد دین صاحب مرحوم ساکن نارووال قادیان آئے۔ گرمی کے دن تھے۔ مہینہ یاد نہیں۔ مسجد مبارک میں نماز صبح کے بعد حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما ہوئے۔ مولوی احمد دین مرحوم ساکن نارووال نے اپنی ایک سہ حرفی جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ مبارک کے متعلق اور اُس زمانے کے لوگوں کی شرارتوں کے متعلق ذکر تھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی جس میں مولوی صاحب مذکور نے ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر غارِ ثور میں لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھا کر نہیں لے گئے تھے، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ چل کر غار میں داخل ہوئے تھے۔ بعد اس کے حضرت صاحب نے اُن کی کاپی چھپوانے کی اجازت دی اور اندر تشریف لے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 151 روایت حضرت اللہ رکھا صاحبؓ)

حضرت محمد فاضل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ بیعت کے لئے میرے اندر بڑی تڑپ تھی اور اُدھر روحانیت حضرت اقدس علیہ السلام نے اس قدر دل میں تغیر پیدا کیا جس کا بیان اظہار سے بالاتر ہے۔ حضرت مخدوم الملّت کی خدمت میں مَیں نے عرض کی کہ میری بیعت کے لئے عرض کریں۔ (یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو کہا)۔ چنانچہ ہر شام کی نماز میں حضرت مخدوم الملّت میری بیعت کے لئے عرض کرتے (یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو وہ کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کریں) اور حضور علیہ السلام فرماتے کہ کل۔ اس پر میرے شوق کی آگ بمصداق وعدہ، (فارسی کا شعر پڑھتے ہیں کہ)

وصل چوں شود نزدیک　　　آتشِ شوق تیز تَر گرْدد

(یعنی جب محبوب سے ملنے کا وقت نزدیک آ جائے تو آتش شوق جو ہے وہ بھڑکتی جاتی ہے۔) کہتے ہیں آخر ہفتے کے بعد میری طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ بیعت تو خواب میں بھی کر چکا ہوں۔ وہاں سے بغیر رخصت کے روانہ ہوگیا۔ (جب کچھ دن بیعت نہیں ہوئی تو میں نے کہا، بیعت تو میں خواب میں کر چکا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھے بغیر میں واپس اپنے گھر، اپنے شہر آ گیا۔ کہتے ہیں جب یہاں گھر پہنچا تو پھر بیقراری اور اضطراب بڑھ گیا۔ پھر ایک ماہ کے بعد قادیان شریف روانہ ہو پڑا۔ جب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مطب میں داخل ہوا تو آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جو امام وقت کی بغیر اجازت کے جاتا ہے اُس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ غرض میں نے اُس وقت سمجھا کہ بغیر اجازت امام الوقت جانا مناسب نہیں۔ پھر حضرت صاحب کو ملا۔ پھر میں نے بیعت کے لئے اصرار نہ کیا۔ دل میں برودت اور تسکین پیدا ہوتی گئی۔ آخر بائیس روز کے بعد شام کی نماز کے بعد جمعرات تھی، حضور نے خود فرمایا کہ محمد فاضل بیعت کرلو۔ میں نے بیعت کی اور یہ 1899ء کا آخر یا سن 1900ء کا ابتدا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 234-233 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت میاں غلام احمد صاحبؓ بافندہ بیان کرتے ہیں کہ ”مَیں پہلے حنفی تھا، پھر وہابی ہوا مگر اطمینان نصیب نہ ہوا۔ دل میں خواہش رہتی تھی کہ خدا تعالیٰ حضرت امام مہدی کو مبعوث فرمائے تو اُس کی فوج میں شامل ہو جاؤں۔ ایک دفعہ خواب میں مجھے حضرت اقدس کی شبیہ مبارک دکھلائی گئی۔ مَیں قادیان گیا تو ہُو بہو وہی نقشہ دیکھا اور بیعت کر لی“۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 103 روایت حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ بافندہ)

حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحبؓ بیان کرتے ہیں، (اپنے والد صاحب کے بارے میں بیان کیا) کہ اُن کے بیعت کرنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک مولوی علاؤالدین صاحب رہا کرتے تھے۔ اُن کی یہاں قریب ہی ایک مسجد بھی ہے۔ میرے والد صاحب اُن کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن عشاء کے وقت وضو کرتے کرتے میرے والد صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب، آجکل آسمان سے تارے بہت ٹوٹتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ امام مہدی آنے والا ہے۔ آسمان پر اُس کی آمد کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چند دن کے بعد میں نے حضرت اقدس کا ذکر سنا اور قادیان جا کر بیعت کر لی۔ واپس آ کر مولوی صاحب کو بھی کہا کہ میں نے تو بیعت کر لی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آہستہ سے بولے کہ میاں بات تو سچی ہے مگر ہم دنیا دار جو ہوئے۔ (یعنی مولوی بھی ہیں، دنیا دار بھی)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 122-121 روایت حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحبؓ)

حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس روز عبدالحق غزنوی کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مباہلہ امرتسر میں ہوا میرے والد صاحب اس مباہلہ میں موجود تھے۔ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضرت صاحب نے دعا مانگی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب کو غشی آ گئی اور وہ برداشت نہ کر سکے۔ (یعنی انہوں نے بھی بہت رِقت سے اور شدت سے دعا کی تو اُس کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی) والد صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو دیکھ کر میرے دل نے گواہی دی کہ یہ زمینی شخص نہیں بلکہ آسمانی ہے۔ چنانچہ وہ جب یہاں چونڈہ میں آئے تو انہوں نے آ کر اپنے قبیلے میں اس سلسلے کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ تو کوئی عجیب ہی سلسلہ ہے۔ فرشتے لوگ ہیں۔ چنانچہ مَیں، میرے والد، میرے تایا بلکہ سارے خاندان نے ہی بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 183 روایت حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ)

حضرت چوہدری رحمت خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ خواب میں مَیں گھر سے نکلا تو باہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمع چوہدری مولا بخش بھٹی، چوہدری غلام حسین، مولوی رحیم بخش، مولوی شمس الدین، مولوی الف دین، مولوی عنایت اللہ، رحمت خان جٹ وغیرہ کے ساتھ کھڑے تھے اور اُس وقت بازار سے آئے تھے۔ چوہدری مولا بخش صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب بیعت کر لو۔ اس سے اچھا وقت اور کونسا ہوگا۔ حضرت صاحب خود یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مَیں ساتھ ہو گیا۔ یہ ساری پارٹی پہلے چوہدری مولا بخش کے کنوئیں پر گئی پھر ہمارے کنوئیں پر۔ وہاں حضرت صاحب نے نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ (خواب میں یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں)۔ حضور کی شبیہ مبارک میرے دل میں اس طرح گڑ چکی تھی کہ کبھی بھول ہی نہیں سکتی تھی۔ صبح اُٹھ کر میں گھر آیا۔ کرایہ لے کر قادیان کا رُخ کیا اور بیعت کی اور تین دن وہاں ٹھہرا رہا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 206 روایت حضرت چودھری رحمت خان صاحبؓ)

واقعات دیکھیں تو بعضوں کو بلکہ بہت سوں کو ہم نے دیکھا ہے، اس طرح لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعے پکڑ کے بیعت کروائی ہے۔

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے براہینِ احمدیہ 1892ء، 93ء میں پڑھی۔ میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔ پھر میں حضرت صاحب کی تحریرات اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریرات بالمقابل دیکھتا رہا۔ مولوی محمد حسین کے دلائل سے میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ کمزور ہیں۔ ان کا میری طبیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضرت صاحب کے دلائل مضبوط بھی معلوم ہوتے تھے اور روحانیت بھی ظاہر ہوتی تھی۔ دن بدن محبت بڑھتی گئی اور میری طبیعت پر گہرا اثر ہوتا گیا۔ تحقیقات جاری رکھیں۔ خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1897ء میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے ہیں۔ میرا منہ مشرق کی طرف ہے۔ حضرت اقدس کا چہرہ مبارک میری طرف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت صاحب کے دائیں طرف ہیں۔ اُس وقت میرے خیال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر آٹھ نو سال تھی۔ حضرت اقدس نے خلیفہ ثانی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ وہ احمد جو آگے تھا وہ پیغمبر تھا (یعنی جو احمد پہلے تھا وہ پیغمبر تھا) اور متبع پیغمبر نہ تھا۔ (یعنی کسی کی اتباع میں نہیں آیا تھا) اور وہ احمد جو اَب ہے (اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے خلیفہ ثانی سے پوچھا کہ وہ احمد جو اَب ہے اُس سے مراد کون ہے؟ تو انہوں نے اشارہ کے ساتھ ہی سمجھایا کہ اس سے مراد آپ ہیں۔) متبع پیغمبر ہے۔ (یعنی یہ احمد جو ہے وہ پہلے احمد کی اتباع میں آیا ہے۔) اس کے بعد میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد میں قادیان گیا اور دستی بیعت کی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 219-218 روایت حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ)

حضرت نظام الدین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب سرورِ کائنات کی اکثر دور دراز کے علاقوں سے آیا کرتی تھی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حدیث کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ناں کہ میرے مسیح کو جا کے سلام کہو تو یہ السلام علیکم کا پیغام اکثر دور دراز کے علاقوں کی طرف سے آیا کرتا تھا)۔ مگر کہتے ہیں مجھے یہی خیال رہا کرتا تھا، (فارسی میں انہوں نے مصرع پڑھا ہے) کہ

پِیراں نَمے پَرَنْدْ مُریداں مے پَرانَنْد

(کہ پیر نہیں اُڑتے مگر جو مرید ہیں وہ اُنہیں اُڑا رہے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں تو اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت بن رہی ہے۔ کہتے ہیں) آخر جب مسجد اقصیٰ میں بہت زاری سے دعا کی، تب اللہ تعالیٰ کے صدقے قربان، اُس نے ایک خزانہ غیب کا اس عاجز پر کھول دیا کہ جس کے لکھنے سے ایک شیٹ کاغذ کی ضرورت ہے۔ تب بیعت کر لی اور امن اور تسکین ہو گئی۔ (کہتے ہیں جب زاری سے دعا کی تب اللہ تعالیٰ نے ایسا سینہ کھولا کہ تسکین ہوئی اور پھر میں نے بیعت کر لی۔ جو شیطانی خیالات تھے اور وساوس تھے وہ دُور ہو گئے)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 13 صفحہ 413 تا 416 روایت حضرت نظام الدین صاحبؓ)

حضرت سید ولایت شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں 1897ء میں شہر سیالکوٹ کے امریکن مشن ہائی سکول کی پانچویں جماعت میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ پہلے بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا۔ پھر اپنے انگریزی کے استاد کی سفارش پر آغا محمد باقر صاحب قزلباش رئیس کے ہاں اُن کے دو برادرانِ خورد کا ٹیوٹر مقرر ہوا اور ایک الگ چوبارہ رہائش کے واسطے دیا گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی نسبت سنا ہوا تھا لیکن چونکہ یہ اپنے پرانے رسمی عقائد کے مطابق نہ تھے اس لئے تحقیق کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ علاوہ ازیں عوام کچھ ایسے غلط پیرائے میں حضرت اقدس کی تعلیم پیش کرتے تھے کہ دل میں ان کو سننے سے بھی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ کچھ دنوں بعد شہر میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اور کثرت سے لوگ مرنے لگے۔ ایک دن نیچے بازار میں دیکھا تو کئی جنازے اور ارتھیاں گزر رہی تھیں اور اُن کے لواحقین ماتم کرتے جا رہے تھے۔ اس عبرتناک نظارے سے مجھے خیال آیا کہ یہ ایک متعدی بیماری ہے۔ ممکن ہے کہ مجھ پر بھی حملہ کر دے اور اگر خدانخواستہ موت آ جائے تو مجھ جیسا نالائق انسان خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسے نیک اعمال پیش کرے گا۔ پھر اعمال حسنہ تو ایک طرف رہے، چھوٹی سی عمر میں اپنے گاؤں کی مسجد میں پڑا ہوا قرآنِ کریم بسبب تلاوت نہ جاری رکھنے کے بھول چکا ہے۔ (یعنی نیکیاں تو علیحدہ رہیں جو بچپن میں قرآن شریف پڑھا تھا وہ بھی بھول گیا ہے کیونکہ اُس کے بعد کبھی پڑھا نہیں)۔ کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ میں اپنی کلاس میں اوّل ہوں لیکن عقبیٰ میں یہ تو نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے انگریزی اور حساب وغیرہ میں کتنے نمبر حاصل کئے۔ اس خیال سے اتنی ندامت محسوس ہوئی کہ دل میں مصمّم ارادہ کر لیا کہ قرآنِ شریف کو از سرِ نو کسی نہ کسی سے ضرور صحیح طور پر پڑھوں گا۔ پہلے خود قرآنِ کریم کو کھول کر پڑھا لیکن یقین نہ آیا کہ آیا میں بالکل صحیح پڑھ رہا ہوں (یا غلط ہے)۔ اس کے بعد سوچا کہ کسی مسجد کے مُلّاں سے پڑھوں لیکن ساتھ ہی یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ کہے گا کہ تم اتنے بڑے ہو گئے ہو، قرآن شریف بھی پڑھنا نہیں جانتے۔ آخر کار یہ ترکیب سوجھی کہ اگر کہیں کلام اللہ کا درس دیا جاتا ہے تو وہاں جا کر مَیں بھی بیٹھ کر قراءت سنتا رہوں اور صحیح قرأت کے علاوہ ترجمہ بھی سیکھ جاؤں۔ اِدھر اُدھر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سوائے احمدیہ مسجد کے اور کہیں درس نہیں ہوتا۔ میں نے دل میں کہا کہ خیر قرآنِ کریم سن لیا کروں گا اُن کے عقائد اور تعلیم کے بارے میں بالکل توجہ نہیں دوں گا۔ جب میں جانے لگا تو آغا صاحب نے روکا اور کہنے لگے کہ اگر تم وہاں گئے تو ضرور مرزائی ہو جاؤ گے۔ میں نے اُن کو یقین دلایا کہ میں مرزائی بننے نہیں جا رہا، صرف قرآنِ شریف سننے جا رہا ہوں۔ وہ نہ مانے۔ لیکن اگلے دن موقع پا کر میں مسجد احمدیہ میں پہنچ گیا۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم اُن دنوں درس دیا کرتے تھے۔ میں بلا ناغہ ہر روز درس میں حاضر ہو جایا کرتا تھا اور حقائق و معارف سنتا رہتا تھا۔ جب کبھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم قادیان سے آ کر درس دیتے تو اُن کے رُعب کی وجہ سے ہمارے غیر احمدی استاد بھی درس میں حاضر ہو جاتے تھے۔ گو مجھے خاص طور پر بھی تبلیغ نہیں کی گئی لیکن قرآنِ کریم کے درس کے دوران میں ہی میرے سب شکوک رفع ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ سلسلہ احمدیہ پر سب الزامات بے بنیاد ہیں۔ ان میں ذرا بھی صداقت نہیں۔ آخر میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چند دنوں کے بعد منظوری کا جواب آ گیا اور میں خوش قسمتی سے احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔ میں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے شریف خاندان میں پیدا کیا۔ ڈاکٹری جیسا شریف پیشہ سیکھنے کی توفیق دی۔ میری اکثر دعائیں قبول فرمائیں۔ سب مرادیں پوری کیں۔ رزق دیا، اولاد دی اور سب سے بڑھ کر جو نعمت عطا فرمائی، وہ نبی آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت تھی جس سے احمدی بننے کا فخر حاصل ہوا۔ آغا صاحب کی بات سچی نکلی (جو انہوں نے کہا تھا ناں کہ مرزائی ہو جاؤ گے) کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مَیں سیدھے رستے پر پڑ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 1 صفحہ 173 تا 176 روایت حضرت سید ولایت شاہ صاحبؓ)

یہ چند واقعات تھے جو مَیں نے بیان کئے۔

اِس وقت مَیں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جا رہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث نمبر 1537)

رَبِّ کُلِّ شَيْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

(تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اور اس طرح باقی دعائیں بھی۔ ثبات قدم کی دعا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔ (البقرۃ:251)

یہ ساری دعائیں اور درود شریف بھی میں نے کہا تھا، اس کو بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم دشمن کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔

گزشتہ دنوں اسی طرح کسی فتنہ پرداز نے فیس بک (facebook) پر ایک طرف حضرت باوا نانک صاحبؒ کی تصویر بنا کر ڈالی اور ساتھ ہی دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور پھر نہایت گندی اور غلیظ سوچ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت باوا نانک صاحبؒ کے متعلق انتہائی غلط اور گندے الفاظ استعمال کئے اور تصویر کے اوپر لکھے اور ساتھ اُس پر کاٹا بھی مارا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تعریفی کلمات لکھ کر پھر مقابلہ بھی کیا کہ یہ اصل ہے اور فلاں ہے فلاں ہے۔ اس فعل سے یقیناً اُس کا مقصد اور نیت بد تھی اور فتنہ اور فساد پیدا کرنا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور مقام بتانا اُس کا مقصود نہیں تھا، بلکہ سِکھ حضرات کے جذبات بھڑکانا تھا۔ اور پھر اس سے بھی بڑا ظلم وہاں کی ایک اخبار نے کیا کہ اس طرح اُس نے شائع بھی کر دیا جس پر قادیان اور ارد گرد کے علاقوں میں بڑا اشتعال پیدا ہوا۔ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ اُن کے لیڈروں نے عقل اور انصاف سے کام لیتے ہوئے اُن لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کیا کہ احمدی ایسی حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ کسی شرارتی اور بدفطرت عنصر نے یقیناً ہمیں لڑانے کے لئے ایسا کیا

ہے۔ مجھے بھی قادیان سے بعض سکھ خاندانوں کے سربراہوں کے خطوط آئے ہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ کسی نے شرارت کی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف یہ منسوب کی گئی ہے۔ یعنی اظہار ایسا لگتا ہے جس طرح کسی احمدی نے لکھا ہے اور جماعت نے یہ اعلان شائع کروایا ہے لیکن جماعت کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہیں کرسکتی۔ بہرحال اُن لوگوں نے بھی، اُن کی مختلف تنظیموں نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے اور جماعت نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کی تحقیق کروائی جائے اور مجرم کو سخت سزا دی جائے۔ جماعت احمدیہ کا تو ہمیشہ یہ مؤقف رہا ہے کہ کبھی کسی کے جذبات سے نہ کھیلا جائے اور مذہبی رہنما تو ایک طرف ہم تو قرآنی تعلیمات کے مطابق 'دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو' کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور پھر حضرت باوا نانک صاحبؒ کا مقام اور عزت و احترام جو جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ہے، اس کے بارے میں کھل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعریفی کلمات کہے ہوئے ہیں۔ اُن کے بارے میں تو کوئی حقیقی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے گھٹیا اور گندے کلمات کہے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت باوا نانک صاحبؒ کے بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ: ''ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحبؒ کو حق اور حق طلبی کی روح عطا کی جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو چکی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلاشبہ اُن عارفوں میں سے تھے جو اندر ہی اندر ذات یکتا کی طرف کھینچے جاتے ہیں''۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ''ہر ایک مومن متقی پر فرض ہے کہ اُن کو (یعنی حضرت باوا نانک صاحبؒ کو) عزت کی نگاہ سے دیکھے اور پاک جماعت کے رشتے میں اُن کو شامل سمجھے''۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

پھر فرمایا کہ: ''ہم کو اقرار کرنا چاہئے کہ باوا صاحبؒ نے اُس سچی روشنی پھیلانے میں جس کے لئے ہم خدمت میں لگے ہوئے ہیں، وہ مدد کی ہے کہ اگر ہم اُس کا شکر نہ کریں تو بلاشبہ ناسپاس ٹھہریں گے''۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 121)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کام اور حضرت باوا نانک صاحبؒ کے کام کو ایک طرح کا قرار دیا ہے۔ پس بدبخت ہے وہ جو حضرت باوا نانک صاحبؒ کے خلاف غلط الفاظ استعمال کرے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک صاحبؒ اُن مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے''۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 115)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''مَیں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے''۔ پھر آپ فرماتے ہیں اور اب یہ اعلان جماعت کی طرف سے شائع بھی ہوا ہے کہ: ''باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں۔ مَیں اُن لوگوں کو شریر اور کمینہ سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ سے یاد کریں''۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 111)

راجہ رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی مہاراج سارے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے مقدس وجود ہیں۔

پس یہ اعلان جس نے بھی شائع کیا ہے یا جس نے تصویر بنائی، اس نے یہ سب کچھ شرارت اور فساد پھیلانے کی غرض سے کیا۔ وہاں قادیان کی انتظامیہ نے اس کی پُرزور تردید اخباروں میں شائع کروائی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نزدیک حضرت باوا نانک صاحبؒ کا مقام بہت بلند ہے اور ہم اُنہیں بڑی عزت واحترام سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فساد اور شر سے قادیان کے احمدیوں کو بھی اور اُس کے ماحول کو بھی محفوظ رکھے اور دشمن اپنی شرارتوں میں ناکام و نامراد ہوں۔

اس وقت میں بعض فوت شدگان کا بھی ذکر کروں گا اور اُن کے جنازے بھی نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب کا ہے جو 6 اکتوبر 2012ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مبلغ سلسلہ تھے۔ موصی تھے۔ ان کی نماز جنازہ احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں ادا کی گئی۔ کسی دوائی کے غلط استعمال کی وجہ سے اُن کے دل پر اثر ہوا اور اُن کی وفات ہوگئی۔ ویسے تو اللہ کے فضل سے صحتمند ہی تھے۔ ان کے والد کا نام غلام محمد کشمیری تھا اور یہ گجرات کے رہنے والے تھے اور بچپن سے ہی ان کے والد نماز کے بڑے عادی تھے اور اس وجہ سے اپنے علاقے میں مولوی کہلاتے تھے۔ 1930ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ جب انہوں نے بیعت کی تو ان کی اہلیہ ان کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اُس وقت ان کی ایک غیر احمدی سہیلی نے ان سے پوچھا کہ کیا اُس نے احمدی ہو کے نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں؟ تو ان کی بیوی نے یعنی رزاق بٹ صاحب کی والدہ نے اُسے کہا کہ نہیں۔ نمازیں تو پہلے سے زیادہ پڑھنے لگ گئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر وہ کافر کس طرح ہوگیا۔ تو بہرحال پھر وہ واپس آگئیں، نیک فطرت تھیں۔

عبدالرزاق بٹ صاحب نے ابتدائی تعلیم عالم گڑھ گجرات سے حاصل کی۔ پھر 1971ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے اور بطور مربی سلسلہ پاکستان کی مختلف جگہوں میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر 1975ء میں غانا میں ان کی تقرری ہوئی۔ وہاں یہ مختلف جگہوں پر رہے۔ 1979ء سے 1989 تک بطور پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج خدمت کی توفیق پائی اور پھر 89ء میں یہ پاکستان آگئے تھے۔ پاکستان میں مختلف جگہوں پر مربی رہے۔ پھر اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت تربیت نومبائعین میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اصلاحی کمیٹی کے ممبر رہے اور اصلاحی کمیٹی میں بھی بڑے کامیاب تھے۔ ان کا سمجھانے کا انداز، بتانے کا انداز بڑا خوبصورت تھا۔ ان کی اہلیہ کے بھائی مبارک طاہر صاحب جو سیکرٹری نصرت جہاں ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جب میری ہمشیرہ عزیزہ امۃ النور طاہر کے لئے بٹ صاحب کا رشتہ آیا تو میرے ابا جان حضرت مولانا محمد منور صاحب نے، اس وقت جو سیکرٹری حدیقۃ المبشرین شیخ مبارک احمد صاحب ہوتے تھے، اُن سے مشورہ کیا کہ بتائیں ان کا (بٹ صاحب کا) فیلڈ میں کیسا کام ہے؟ تو شیخ صاحب نے بتایا کہ اچھا کام کررہے ہیں۔ ان کی رپورٹس خوش کن ہیں اور تسلی بخش ہیں۔ کہتے ہیں بس اسی رپورٹ پر ابا جان نے اس رشتہ کا فیصلہ کرلیا۔ کام تو فیلڈ میں مَیں نے دیکھا ہے۔ گھانا میں مَیں اُن کے ساتھ رہا ہوں۔ جس بے نفسی سے انہوں نے کام کیا ہے بہت کم مبلغین اس طرح کام کرتے ہیں۔ ان کا بیوی بچوں سے بڑا دوستانہ تعلق تھا۔ ہر جمعہ کو سب بیٹیوں کو دعوت پر بلایا کرتے تھے اور پھر سب کے ساتھ بیٹھ کے ٹی وی پر جمعہ کا خطبہ سنتے تھے۔ اور والدہ کی انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ اپنے کامیاب وقف کا کریڈٹ بھی ہمیشہ اپنی والدہ کو دیتے تھے۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو نمازوں اور دعاؤں کی تلقین کرتے رہتے۔ جو نمازیں پڑھنے والے بچے تھے، اُن سے زیادہ پیار اور محبت کا سلوک اور خوشی کا اظہار کرتے۔ ان کی پانچ چھ بچیاں تھیں۔ جب ان کی بچیوں کے رشتے آئے تو کوئی پوچھتا کہ کون لوگ ہیں، تو ان کو ہمیشہ انہوں نے یہی جواب دیا ہے اور اس میں عموماً ان لوگوں کے لئے بھی اس میں بڑا سبق ہے جو ضرورت سے زیادہ دنیاداری کو دیکھتے ہیں کہ لڑکا نمازیں پڑھتا ہے اور چندے دیتا ہے تو تمہیں اَور کیا چاہئے اور یہ بھی کہتے کہ اگر میری بچی کے نصیب ہیں تو خالی گھر بھی بھر دے گی اور اگر نصیب میں نہ ہوا تو پھر بہت ساری لڑکیاں ایسی ہیں جو بھرے ہوئے گھر بھی خالی کر دیتی ہیں۔ خلافت سے بڑی گہری محبت تھی۔ ان کے بیٹے کو کسی وجہ سے تعزیر ہوگئی تو جب تک اُس کی معافی نہیں ہوئی اُس سے بات نہیں کی اور یہ کہتے تھے کہ جس سے خلیفۂ وقت ناراض ہے تو مَیں اُسے کس طرح گوارا کرلوں۔ یہاں بھی 2009ء میں آئے ہیں۔ ان کے بیٹے کو سزا تھی تو مجھ سے کبھی ہلکا سا بھی ذکر نہیں کیا۔ اشارۃً بھی بات نہیں کی کہ اُس کو معاف کردیں یا کیا صحیح ہے یا غلط ہے۔ بس یہی کہا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اُس کو عقل دے۔ ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت کے پابند رہے اور بچوں کو اسی کی تلقین کرتے رہے۔ خطبے بڑی باقاعدگی سے سننے والے تھے، جیسا کہ میں نے کہا۔ اس دوران میں کوئی بچہ شور بھی کرتا تو بڑا بُرا مناتے۔ بیماری کی حالت میں بھی عموماً چھٹی نہیں لیا کرتے تھے۔ اگر کوئی چھٹی کا کہتا تو کہتے جب دفتر جاؤں گا تو ٹھیک ہوجاؤں گا۔ اگر بچے کبھی مطالبہ کرتے کہ چھٹیاں ہیں، سیر پر لے جائیں تو کہتے تھے میری تو ساری زندگی جماعت کیلئے وقف ہے۔ اور یہ فقرہ یقیناً اُن کا سطحی فقرہ نہیں تھا۔ انہوں نے ہر لمحہ جماعت کی خدمت کے لئے وقف کیا ہوا تھا اور اس کو انہوں نے کر کے بھی دکھایا۔

افریقہ میں جیسا کہ میں نے ذکر کیا مَیں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ اُس وقت کے جو حالات تھے وہ آجکل کے نہیں ہیں۔ بڑے تنگ حالات ہوتے تھے۔ لیکن بڑی خوشی سے انہوں نے وہاں اپنے دن گزارے ہیں۔ بیمار بہت زیادہ ہوتے رہے۔ ملیریا ہو جاتا تھا۔ ہسپتالوں میں داخل ہوتے رہے، لیکن جب بھی ٹھیک ہوتے فوراً اپنا کام شروع کردیتے اور وہاں بھی محبت اور پیار کی وجہ سے لوگ ان کے بہت قائل تھے۔ میں بھی جب وہاں گیا ہوں تو یہ پہلے سے وہاں مشنری تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بہت کچھ وہاں کے حالات کے بارے میں اور بہت ساری چیزوں کے بارے میں مجھے بتایا، سمجھایا۔ اس طرح میری کافی رہنمائی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پیار اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے۔ ان کی اہلیہ اور بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ اور ہمت عطا فرمائے۔ ایک بیٹی ان کی سیرالیون میں ایک مربی سلسلہ ہیں اُن کی اہلیہ ہیں، وہ جنازے میں شامل نہیں ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ جو اس وقت مَیں پڑھوں گا مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کا ہے۔ 75 سال کی عمر

میں 8/اکتوبر 2012ء کو کینیڈا میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1964ء میں انہوں نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کیا۔ ہاؤس جاب کرنے کے بعد ترقی کے کافی مواقع تھے مگر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گائنی کے شعبہ میں ڈاکٹر کی ضرورت تھی، اس لئے وہاں چلی گئیں اور 1965ء سے فضل عمر ہسپتال جوائن کر لیا۔ ان کا خدمت کا عرصہ بڑا لمبا ہے اور ان کی خدمات کے قصے پڑھنے لگو تو شاید پورا ایک خطبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ چاہئے ہوگا۔ 1964ء میں ایچی سن ہسپتال لاہور میں ہاؤس جاب کر رہی تھیں کہ اس دوران انگلینڈ میں جاب کے لئے درخواست دی جس پر ان کو ایمپلائمنٹ واچر مل گیا۔ ٹکٹ کا انتظام بھی ہو گیا۔ انگلینڈ جانے کی تیاریاں مکمل تھیں کہ اگلے دن الفضل گھر پر آیا تو اس میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں لیڈی ڈاکٹر کی آسامی کا اشتہار دیکھا۔ ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام بھی تھا کہ اگر کوئی احمدی لیڈی ڈاکٹر نہیں آتی تو فضل عمر ہسپتال میں کسی عیسائی ڈاکٹر کا انتظام کر لیں۔ انہوں نے لندن جانے کا پروگرام کینسل کیا۔ باوجود گھر میں سفید پوشی کے اور دس بہن بھائی تھے۔ والد ان کے سیکشن افسر تھے لیکن بہرحال مالی تنگی تھی اور والد نے بھی ادھار لے کر ان کو ایم بی بی ایس کروایا تھا۔ ان حالات کے باوجود اُسی دن لاہور سے ربوہ آنے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اپنے ہسپتال جہاں ہاؤس جاب کر رہی تھیں، وہاں جا کر اپنی ایم ایس سے اجازت طلب کی۔ ایم ایس نے پوچھا کہ وہ کس لئے جا رہی ہیں؟ تمہیں وہاں تنخواہ کیا ملے گی؟ تو ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ نے بتایا کہ شاید 230 روپے ماہانہ الاؤنس ملے گا تو ایم ایس نے کہا میں تمہیں ساڑھے پانچ سو روپے دلواتی ہوں۔ لاہور چھوڑ کر نہ جاؤ۔ تمہارا مستقبل بھی اس ہاؤس جاب سے وابستہ ہے۔ مگر انہوں نے یہ آفر بھی منظور نہ کی اور کہا کہ میں پیسوں کی خاطر نہیں جا رہی۔ میرے پاس تو انگلینڈ کا ایمپلائمنٹ واچر بھی موجود ہے، ٹکٹ کا انتظام بھی ہے اور وہاں داخلہ بھی ہو چکا ہے۔ مگر میں یہ سب کچھ چھوڑ کر ربوہ جا رہی ہوں۔ اس پر ایم ایس نے جواب دیا کہ آپ بہت عظیم عورت ہیں۔ اپنی جماعت کی خاطر اپنا مستقبل داؤ پر لگا دیا ہے۔ ایم ایس نے ان کو اپنی بہترین ہاؤس جاب اسسٹنٹ کا سرٹیفکیٹ دیا۔ اور یوں 1964ء میں وہ ربوہ آ گئیں اور 1984ء تک فضل عمر ہسپتال میں بطور لیڈی ڈاکٹر کے خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں اُس زمانے میں لیڈی ڈاکٹر کوئی نہیں تھی بلکہ ارد گرد کے علاقوں میں کوئی نہیں تھی اور بڑا وسیع کیچمنٹ ایریا تھا جس کو انہوں نے اکیلے ہی اپنے زمانے میں بھگتایا۔ سردی ہو یا گرمی رات کو بھی دو یا تین بجے کسی بھی وقت کوئی مریض آتا تو فوراً بستر چھوڑ کر مریض دیکھنے چلی جاتیں۔ یہ بھی ان کے بارے میں بیان ہوتا ہے کہ ولیمہ والے دن دلہن بن کے سٹیج پر بیٹھی تھیں کہ ہسپتال سے کال آ گئی کہ ایمرجینسی (Emergency) آئی ہے۔ اپنے اُسی لباس میں وہاں سے اُٹھیں اور ہسپتال چلی گئیں اور مہمانوں نے ان کے بغیر ہی بعد میں کھانا کھا لیا۔ بہرحال یہ قربانی کی روح تھی۔ اور انہوں نے وقف کی روح کے ساتھ اپنے اس خدمت کے عہد کو نبھایا۔ اللہ تعالیٰ باقی واقفین کو بھی اس نمونے کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔

غریبوں کی بڑی مدد کیا کرتی تھیں۔ ان کا مفت علاج کر دیا کرتی تھیں۔ وہاں علاقے میں رواج ہے، لوگ جھوٹ بول کے اپنی مشکل بیان کر دیتے ہیں تو کبھی یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹی سچی ہو، تحقیق کروں گی۔ جو کسی نے کہا اعتبار کر لیا اور مفت علاج بھی کیا اور ساتھ دوائیاں بھی دے دیں۔ ان کے میاں کہتے ہیں کہ کئی دفعہ اس طرح ہوا کہ وہ رات ہسپتال میں گزارتی تھیں۔ صبح میاں کام پر جا رہے ہوتے تھے اور وہ ہسپتال سے واپس آ رہی ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک دفعہ مجلس شوریٰ میں ان کے پردہ کی بھی مثال دی تھی کہ کسی نے پردہ میں رہ کر کام کرنا سیکھنا ہے تو ڈاکٹر فہمیدہ سے سیکھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ان کے متعلق فرمایا کہ بڑی قربانی کرنے والی عورت ہیں اور بہت کم لوگوں کو ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ جب انہوں نے 1964ء میں ہسپتال جائن (join) کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ملنے گئیں تو حضرت چھوٹی آپا اُمّ متین صاحبہ وہاں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ فضل عمر ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر آ گئی ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فوراً الحمد للہ کہا اور ان کو بڑی دعائیں دیں۔

ایک دفعہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ملاقات کے دوران کہا کہ میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہوں تو انہوں نے فرمایا: میرے مریض دیکھو۔ مَیں تمہارے لئے بہت دعائیں کروں گا۔ آپ کا اعتکاف یہی ہے۔ خلافت سے ان کو بڑا تعلق تھا اور بڑی باحوصلہ خاتون تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ان کی شاعری بھی بہت پسند تھی اور صرف ڈاکٹر نہیں تھیں بلکہ شاعرہ بھی تھیں اور بڑی اچھی شاعرہ تھیں۔ بے ساختگی بھی تھی اور پختگی بھی تھی، دلی جذبات بھی تھے۔ سات شعری مجموعے ان کے چھپ چکے ہیں۔

خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب یہاں آئے ہیں تو ایک دفعہ یہاں ہجرت کے بعد انہوں نے اپنی نظم بھیجی اور اُس کا ایک شعر تھا کہ

گھر پہ تالا پڑا ہے مدّت سے | اُس سے کہہ دو کہ اپنے گھر آئے

تو حضور رحمہ اللہ نے اس شعر کو بڑا سراہا۔ اس کا ذکر فرمایا کہ ڈاکٹر فہمیدہ کا یہ بڑی بوڑھیوں کے سے انداز سے ڈانٹنا مجھے بڑا پسند آیا ہے۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو نصیحت کی، بہن بھائیوں کو نصیحت کی کہ اگر دنیا میں عزت چاہتے ہو تو خلافت سے ایسے وابستہ ہو جاؤ کہ اپنی ہستی کو اس راہ میں مٹا دو۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ جو اس وقت فضل عمر ہسپتال میں انچارج ڈاکٹر ہیں، وہ کہتی ہیں کہ یہ بہت متحمل مزاج اور خوش اخلاق ڈاکٹر تھیں۔ اُس وقت نامساعد حالات تھے۔ سہولتیں بھی موجود نہیں تھیں لیکن انتہائی لگن اور محنت سے انہوں نے کام کیا۔ اپنے کام میں اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی۔ مریضوں کے ساتھ بہت مروّت اور محبت کا سلوک تھا اور ان کے مریض ان کو آج بھی یاد رکھتے ہیں۔ اِس وقت ڈاکٹر نصرت جہاں وہاں ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وقف کی روح سے کام کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی بھی عمر و صحت میں برکت ڈالے اور فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹروں کی جو کمی ہے اُس کو پورا کرے اور یہ جو چند ڈاکٹر وہاں ہیں، ان کے ہاتھ میں شفا بھی عطا فرمائے اور ان کو ہمت اور حوصلہ بھی عطا فرمائے۔ یہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ بھی دعاؤں کی محتاج ہیں۔

ایک دفعہ وہاں شعروں کا مقابلہ ہوا۔ نظمیں لکھنے کا مقابلہ تھا اور ایک مصرعہ دیا گیا۔ اُس میں نام پتہ وغیرہ بھی لکھنا تھا۔ ان کی یہ عادت تھی کہ کافی عاجز تھیں تو انہوں نے اس کے آخر میں نام پتہ کی جگہ پر لکھا کہ ''خدمتِ خلق، لکھنا لکھانا، خانہ داری، دعائے خاتمہ بالخیر''۔ یہ صرف الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بےنفس خاتون تھیں اور انہوں نے بڑی بےنفس خدمت کی ہے۔ اپنی زندگی کا خلاصہ انہوں نے بیان کیا اور یقیناً یہ خدمتِ خلق کرنے والی تھیں اور گھریلو ذمہ داریوں کو نبھانے والی تھیں۔ آخرت پر نظر رکھنے والی تھیں۔ بڑی نافع الناس وجود تھیں اور ان کا خاتمہ بھی مَیں سمجھتا ہوں خاتمہ بالخیر ہی ہوا ہے۔ کیونکہ حدیث کے مطابق جب لوگ کسی کی تعریف کریں تو جنت اُس پر واجب ہو جاتی ہے اور یہ اُنہی لوگوں میں سے ایک تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں اپنانے اور جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے خاوند کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ جو ابھی جمعہ کے بعد پڑھایا جائے گا وہ مکرمہ ناصرہ بنت ظریف صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب شہید آف حیدر آباد کا ہے جو آجکل ناروے میں تھیں۔ 23/ستمبر 2012ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کی والدہ فاطمہ جمیلہ صاحبہ حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کے ابّا مکرم محمد ظریف صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے تیرہ برس کی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس کی وجہ سے انہیں چھوٹی سی عمر میں بھی بہت سی مشکلیں اور صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ مرحومہ کی شادی 1949ء میں محترم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب سے ہوئی جو حضرت پروفیسر عبدالقادر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے اور حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بڑے بھائی تھے۔ بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔ اپنے شوہر ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب کے ہاں آنے والے بیشمار مہمانوں اور عزیزوں کی دل و جان سے خدمت کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خوش مزاج، صاف دل، غریبوں کی ہمدرد اور علم دوست خاتون تھیں۔ یہ خاندان بھی ماشاء اللہ علم دوست ہے۔ اسی کوشش میں رہتی تھیں کہ حاجتمندوں کی ضرورت پوری کی جائے۔ اُن کی مدد کی جائے اور اُن کو اظہار بھی نہ کرنا پڑے۔ ہر کام سیکھنے کا شوق تھا۔ آپ نے ادب کا امتحان پاس کیا ہوا تھا۔ بچوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوانے کی کوشش کی۔ 1985ء میں اپنے شوہر کی شہادت سے پیدا ہونے والے حالات کے باعث 1987ء میں اُنہیں ناروے ہجرت کرنا پڑی۔ اگرچہ اُن کی عمر ساٹھ برس کی تھی اور ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ بھی تھیں لیکن اس کے باوجود نارویجین زبان سیکھنے کی کوشش کی۔ جماعت اور خلافت سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور جماعت کا لٹریچر ہر وقت زیرِ مطالعہ رہتا تھا۔ چندوں کی بروقت ادائیگی کا خیال رکھتی تھیں۔ ان کے دو بیٹے ڈاکٹر ہیں۔ ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

خرچ کرے۔ آجکل کے مادی زمانے میں خاص طور پر ضروریات بھی مختلف نوع کی ہو چکی ہیں اور خواہشات بھی بڑھ چکی ہیں۔ اب محبت رکھتے ہوئے خرچ کرنے کے بھی کئی معنی ہیں لیکن بہر حال یہاں مَیں کچھ بیان کرتا ہوں۔ انسان کی خواہشات بڑھ چکی ہیں، اُس پر مستزاد یہ کہ ٹی وی، میڈیا، سڑکوں پر اشتہارات انسان کی توجہ نئی نئی ایجادات اور سہولتوں کی طرف کرواتے ہیں اور ہر کوئی خواہش کرتا ہے کہ یہ بھی میرے پاس ہو اور یہ بھی میرے پاس ہو۔ اور وسائل محدود ہوتے ہیں۔ اب یہاں مال کے خرچ کی ترجیح دیکھنی ہوگی۔ اگر تو مال کی محبت اور اپنی ذاتی ترجیحات مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں روک بن گئی تو انسان تقویٰ سے دور ہو گیا۔ بعض ایسے بھی ہوں گے جن کے وسائل محدود نہیں لیکن مال کی محبت اُنہیں اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روک رہی ہوتی ہے۔ پھر بعض دفعہ انسان اپنا مال کسی نیک کام میں خرچ تو کر دیتا ہے لیکن چٹّی سمجھ کر کرتا ہے۔ یہ خرچ بھی مجبوری کا خرچ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ کے حصول کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا خوش دلی سے ہونا چاہئے، نہ کہ کسی سیکرٹری مال یا عہدیدار کے مجبور کرنے پر۔ بلکہ ایک حقیقی مومن کے دل میں یہ تڑپ ہوتی ہے اور ایک شوق ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور مال خرچ کر کے اُسے خوشی اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسے ہزاروں افراد مرد اور خواتین ہیں بلکہ بچے بھی ہیں جو اپنا مال دلی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ بغیر توجہ دلانے پر خود آ کر پیش کرتے ہیں، بلکہ کئی بچے میرے پاس آتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم نے اپنے جیب خرچ کی تمام رقم فلاں مدّ میں دے دی ہے یا فلاں مدّ میں دینا چاہتے ہیں۔ تو یہ ایمانی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بعض اُن چیزوں کی طرف بھی توجہ دلا دی جہاں خرچ کرنا ہے کہ اقرباء پر، یتیموں پر، مسکینوں پر، مسافروں پر، سوال کرنے والوں پر اور گردنوں کے آزاد کروانے یعنی غلامی اور ناجائز قید سے نکالنے والوں کے لئے بھی خرچ کرو۔ پھر دینی ضروریات کے لئے مالی قربانی کی بھی اَور جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔ مال کی محبت ہوتے ہوئے دینی ضروریات کے لئے خرچ کرو۔ اور یہ خوبصورتی آج صرف جماعت احمدیہ میں ہے کہ ہر کام کے لئے منظّم طور پر مالی قربانی کی وصولی اور خرچ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جلسہ پر جب لوگ آتے ہیں تو پھر ایک نئی روح کے ساتھ اس قربانی میں حصہ لیتے ہیں اور یہ تقویٰ میں ترقی کا باعث ہے۔

پھر ایک بہت اہم کام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہاری روحانی ترقی کے لئے تمہاری عبادت کی عملی حالت جو نماز کے قیام کی صورت میں ہے اس پر توجہ دو، اور اَقَامَ الصَّلٰوۃ جہاں نماز باجماعت کا قیام ہے وہاں اپنی توجہ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی کرو۔ پہلے میں نے مثال دی کہ ایسی نمازیں بھی ہیں جو اُلٹائی جاتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والوں کی نمازیں نہیں ہیں۔ اگر نماز میں خیالات منتشر ہوتے بھی ہیں تو اَقَامَ الصَّلٰوۃ کا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں بار بار توجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مرکوز کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب بہت سارے لوگ ہوں اور نیکیوں کے حصول کی طرف توجہ ہو، جس طرح ہم یہاں جلسے پر جمع ہوتے ہیں، پھر نمازوں کی لذت کی طرف توجہ ہو، تو پھر ہر ایک دل میں خیال آتا ہے اور آنا چاہئے کہ میں بھی ان نیکی کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ ایک دوسرے کے نمونے دیکھے جاتے ہیں۔ اکثر لوگ بعد میں خط لکھتے ہیں کہ جلسے پر ہمیں عبادت کا خاص لطف آیا اور ایک خاص ماحول تھا جس سے ہمیں بڑا فائدہ ہوا۔ پس جب یہ مزا اور لُطف آئے تو پھر یہ حقیقی تقویٰ ہے اُسے پھر ہر ایک کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے۔

پھر زکوٰۃ دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پہلے بھی مال کی محبت رکھتے ہوئے بعض خرچوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اب پھر زکوۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نماز کے قیام کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا ایک تو یہ ہے کہ جہاں تم اپنی عبادتوں سے حقوق اللہ کی ادائیگی کرتے ہو وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی سے حقوق العباد کا بھی خیال تمہارے ذہن میں ہر وقت رہنا چاہئے، ورنہ اگر تم حقوق العباد ادا نہیں کر رہے تو تمہارے حقوق اللہ اور عبادتیں بھی ضائع ہو سکتی ہیں۔ ایسے ہی وہ لوگ ہیں جیسا کہ مَیں نے پہلے مثال دی جن کی نمازیں اُن پر الٹائی جاتی ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بعض اوقات حقوق العباد، حقوق اللہ سے بڑھ جاتے ہیں۔ اگر حقوق العباد کی ادائیگی نہیں ہے تو حقوق اللہ بھی بے فائدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم تو یہ ہے کہ اُس کے بندوں کے بھی حقوق ادا کئے جائیں۔

دوسرے دوبارہ زکوٰۃ کی صورت میں مال کی قربانی کی طرف توجہ دلائی کہ پہلی تو طوعی قربانی تھی کہ تم مال کی محبت نہ رکھتے ہوئے وہ کرو، لیکن چند لوگوں کی خدمت کر کے یا چند ایک کی مالی مدد کر کے، صدقہ دے کر جو تم نے کر لی ہے یہ نہ سمجھو کہ اب ہمیں لازمی چندوں کی ضرورت نہیں ہے اور مالی قربانیوں کی ضرورت نہیں ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کی ضرورت نہیں ہے۔ زکوٰۃ دینا تو لازمی چیز ہے۔ ہر صاحبِ مال پر اُس کی ادائیگی بہر حال فرض ہے۔ پہلی مالی قربانی تو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنے طور پر بھی دی جا سکتی ہے جیسا کہ میں نے کہا لیکن یہ مالی قربانی جماعتی طور پر کرنی لازمی ہے تا کہ منظّم رنگ میں بھی بیت المال کا نظام قائم ہو اور جماعتی سطح پر بھی جہاں حقوق العباد ادا ہو رہے ہوں وہاں جماعتی ضروریات بھی پوری ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے ایک مومن کی تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے حصول کی طرف رہنمائی فرما دی۔

اور پھر اس کے بعد اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس میں ہر طرح کے عہد شامل ہیں۔ ایک وہ معاہدے جو لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں، چاہے وہ کاروباری معاہدے ہیں یا آپس کے معمولی معاہدات ہیں۔ اگر حقیقی متقی بننا چاہتے ہو تو اُن کا پاس کرنا، اُن کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اور پھر یہی نہیں ایک تقویٰ پر چلنے والے کے لئے ملکی قانون کی پاسداری بھی ضروری ہے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ٹکرانے والا ہو، جیسا کہ پاکستان میں جماعت کے خلاف بعض قانون ایسے بنے ہوئے ہیں جو ہمیں ہمارے مذہبی شعائر کی ادائیگی سے روکتے ہیں۔ یہ قانون کی پاسداری جو ہے یہ بھی ایک شہری کا فرض ہے اور ایک عہد کی پابندی ہے کہ وہ اپنے معاشرے اور ملک کی بہتری کے لئے کام کرے گا۔ اسی طرح ایک عہد دین پر عمل کرنے کا ہے۔ اور ایک احمدی اس عہد کو کئی مرتبہ مختلف موقعوں پر دہراتا ہے۔ اور یہ عہد کی پابندی بھی تقویٰ سے قریب لانے والی ہے۔

پھر تکلیفوں اور دُکھوں میں صبر کرنا۔ صبر بھی ایک بہت بڑا اُخلق ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہت بشارتیں دی ہیں۔ اس صبر کا اظہار ایک تو جماعتی رنگ میں ہے جو دنیا میں رہنے والا ہر احمدی جس جگہ بھی ہے اُسے مخالفین کے ظلموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی یہ ایک امتیازی شان ہے جو دنیا کے ہر شریف الطبع شخص کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی اور اس میں تمام دنیا میں ایک احمدی ہے جس کا کوئی دوسرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن آپس کے معاملات میں صبر کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس کی بہت ضرورت ہے۔ جلسے کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے اس صبر کے حصول کی بھی بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن باتوں کا اس آیت میں بیان ہوا ہے اگر ایک مومن ان پر عمل کرے گا تو وہ یقیناً صدق و وفا کے ساتھ تقویٰ پر چلنے والا ہے۔ یہ چند باتیں میں نے تقویٰ کے حوالے سے مختصر ذکر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیشمار جگہ مختلف رنگ میں تقویٰ کی وضاحت فرمائی ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ حقیقی تقویٰ کے حصول کی کوشش کرے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کا انعقاد فرمایا تھا اور حقیقی تقویٰ جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ ہے کہ ہر چھوٹے بڑے گناہ اور برائی سے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے بچنا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسے کا ایک مقصد خدا ترسی پیدا کرنا بھی ہے۔ خدا ترسی یا خدا سے ڈرنا بھی اُس وقت ہوتا ہے جب ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو یا تقویٰ دل میں پیدا ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسے کا ایک مقصد نرم دلی پیدا کرنا بھی ہے۔ اگر یہ پیدا نہیں ہوتی تو جلسے پر آنا بے مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن خصوصیات کے لوگوں کو مغفرت کی اور جنتوں کی خوشخبری دی ہے اُن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کے بارے میں فرمایا، وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (سورۃ آل عمران:135)۔ اور غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ غصہ کو دبانے والے اور معاف کرنے والے اور دوسروں سے رحم کا سلوک کرنے والے وہی ہو سکتے ہیں جن کے دل نرم ہوں۔ پتھر دل اور غصیلا کبھی یہ عمل کر ہی نہیں سکتا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن (سورۃ آل عمران:135) کہ اللہ تعالیٰ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔ غصہ دبانا اور معاف کرنا ایک بہت بڑا اُخلق ہے۔ یعنی جائز غصے کو بھی دبانا اور خدا کی رضا کے لئے احسان کرتے ہوئے معاف کرنا اور یہ خُلق اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ جو احسان کرتے ہوئے یہ عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے اور اس محبت کا نتیجہ یہ ہے کہ اُن کے لئے مغفرت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور وہ ان کے ذریعے سے جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ غصّہ دبانا بذاتِ خود ایک بہت بڑا اُخلق ہے۔ لیکن جب غصہ دبانے کے ساتھ انسان کسی کو سچے دل سے معاف کرے اور دل میں کسی قسم کی کدورت نہ رکھے، یہ حقیقی عفو ہے اور یہ دل کی نرمی ہے۔ پس یہ نمونے ہیں کہ اپنے دلوں کو ہر قسم کی کدورتوں سے بالکل پاک کرو، اور نہ صرف پاک کرو بلکہ ایک قدم آگے بڑھا کر احسان کا بھی سلوک کرو۔ حدیث میں آتا ہے کہ تحفہ دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ (مؤطا امام مالک کتاب حسن الاخلاق باب ماجاء فی المهاجرة حديث نمبر:1685) پس معاف کرنے کے بعد جب تحفے دیئے جائیں تو پھر غلطی کرنے والا بھی شرمندہ ہو جاتا ہے اور کسی نہ کسی کو یہ قدم اُٹھانا چاہئے۔ اگر خود معاف کرنے والا یہ قدم اُٹھائے گا تو معاشرے میں خوبصورت اور حسین احساسات اور جذبات پیدا ہوں گے۔ آپس کا تعلق اور محبت پیدا ہو گی۔ ہمارے جلسوں میں، اجتماعات میں یہ نرمی اور آپس کی محبت غیروں کو بہت زیادہ نظر آتی ہے۔ ایک ڈسپلن نظر آتا ہے۔ اگر روزمرہ کی زندگی میں بھی یہ نمونے نظر آنے لگ جائیں تو انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی ہر شخص پر اللہ تعالیٰ کے فضل پہلے سے بڑھ کر نازل ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصے کا ایک گھونٹ پی لینا اتنا بڑا اجر رکھتا ہے کہ وہ دوسری کسی بھی چیز کا نہیں ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1صفحه 826مسند عبدالله بن عباسؓ حديث نمبر:3017)

ایک مرتبہ آپؐ سے کسی نے درخواست کی کہ کوئی نصیحت فرمائیں تو آپ نے کئی مرتبہ دہرایا کہ غصہ میں مت آؤ، غصہ میں مت آؤ۔ (بخاری کتاب الأدب باب الحذر من الغضب حديث نمبر:6116)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ (بخاری کتاب الأدب باب قول النبی ﷺ یسروا ولاتعسروا حديث نمبر:6126)

ہمارے سامنے اس خُلق کے اظہار میں صحابہ کے کیا نمونے تھے؟ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کو بیان فرمایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسین کے غلام سے غلطی ہو گئی۔ آپ اُس غلام کو سزا دینے کے لئے بڑھے، یا تیز نظر سے دیکھا اُس نے فوراً کہا: اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ (آل عمران:135)۔ یہ سُن کر حضرت امام حسن نے کہا: ٹھیک ہے مَیں نے غصّے کو دبا لیا۔ یہ سُن کر اُس غلام نے کہا: وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاس (آل عمران:135) کہ جو غصہ کو دبانے والے ہیں وہ لوگوں سے درگزر کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق تو اللہ تعالیٰ نے یہ بتائے ہیں کہ پوری رضامندی کے ساتھ معاف کیا جائے۔ اس پر حضرت امام حسن نے کہا: تجھ سے ایسے ہی عفو کا سلوک میں نے کیا، میں نے معاف کیا۔ پھر اُس نے کہا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:135) یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب وہ ہوتے ہیں جو عفو کے بعد پھر اس سے بڑھ کر نیکی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ (مأخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 115۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے یہ نمونے اختیار کرنے پڑتے ہیں کہ اللہ کے نام پر دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اصل مقصود اپنی اَناؤں کی تسکین نہیں، اپنے بدلے لینا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور یہی ایک مومن کا شیوہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اُسی صورت میں ہو گی جب اُس کی خشیت ہو گی، ورنہ اگر ذرا ذرا سی بات پر بدلے لینے والے بن جائیں اور ذرا ذرا سی بات پر انسان غصہ دکھانے والا بن جائے تو دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں اور پھر اپنوں اور غیروں سب سے سخت دلی کا اظہار ہوتا ہے۔

ایک مجمع میں جہاں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو تکلیف کا باعث ہوتی ہیں یا ہو سکتی ہیں ایسے موقعوں پر عفو اور نرم دلی کا اظہار ایک مومن کی شان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہاں آئے ہو تو یہ خُلق بھی اپنے اندر پیدا کرو اور اُس کے معیار بڑھاؤ۔ بعض دفعہ لوگ یہاں بھی آتے ہیں، بعض پُرانی رنجشیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے آپس میں تُو تُو مَیں مَیں ہو جاتی ہے اور

لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں تو جلسے کا ماحول اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ خُلق جو ہے ایک احمدی کے اندر بہت زیادہ ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اُس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اُس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصّہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 132۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اُس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اُس کی عقل موٹی اور فہم کُند ہوتا ہے۔ اُس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 104۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور پھر صرف غصہ کو دبانا ہی نرم دلی نہیں ہے بلکہ دوسروں کی تکلیف دیکھ کر پریشانیوں میں مبتلا دیکھ کر اُن کے لئے ہمدردی کے جذبات دل میں آنا، اُن کی مدد کے لئے آگے آنا، یہ وہ ہمدردی اور دل کی نرمی کے جذبات ہیں جو ایک مومن کا حصہ ہیں اور جو ایک مومن میں پیدا ہونے چاہئیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جلسے کا ایک مقصد آپس میں محبت و مواخات پیدا کرنا ہے۔ مومنوں کی ایک خوبی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کہ آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ آپس کا رحم محبت و پیار میں بڑھتا ہے۔ جب دونوں طرف سے اس وصف کا اظہار ہو رہا ہو تو لازمی نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ محبت و پیار بڑھے گا۔ بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ تم آپس میں ایسے ہو جاؤ جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو بھائی۔ (مأخوذ از کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13) یعنی یہ رِحم کا رشتہ رحمی رشتہ بن جائے۔ گو بعض دفعہ سگے بہن بھائی بھی دلوں کی سختی کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں کئی معاملے ایسے بھی آتے ہیں، اللہ تعالیٰ اِن لوگوں پر بھی رحم کرے۔ لیکن عموماً رحمی رشتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب دلوں کی نرمی تمہارے اندر پیدا ہو جائے تو عفو اور حسنِ سلوک سے آگے ترقی کرو اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے نظارے دکھاؤ۔ دلوں کی نرمی میں ایک دوسرے کے لئے رحم کے جذبات موجزن ہوں۔ پیار، محبت، اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو۔ اور یہ اس لئے کہ حقیقی مومن ہمیشہ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا (الفتح: 30) کی کوشش میں رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی رضا کے بھوکے ہوتے ہیں۔ رکوع اور سجود جہاں اس مقصد کے حصول کے لئے ہوتے ہیں وہاں وہ آپس کی محبت اور رحم کے سلوک بھی ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں، مَیں اُنہیں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البرّ والصلة والآداب باب فی فضل الحب فی اللہ تعالیٰ حدیث نمبر:6548)

پس آپس میں محبت اور مؤاخات قائم کرنے والے کا یہ مقام ہے۔ یہی وہ بات ہے جو بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا باعث بنتی ہے۔ کون بدنصیب ہے جو چاہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت سے محروم رہوں، اُس میں نہ آؤں۔ یقیناً کوئی عقل و شعور والا انسان، جس کو خدا تعالیٰ پر یقین اور ایمان ہو، ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ پس دیکھیں اللہ تعالیٰ کس کس طرح اپنے بندوں پر احسان کر رہا ہے۔ لیکن اگر ہم ذرا ذرا سی بات پر اس رحم اور اخوت کے رشتے کو توڑنے لگ جائیں تو بدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے جو اپنی رنجشوں اور لڑائیوں کو مہینوں اور سالوں پر منتج کر دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آپس کی محبت و اخوت کو قائم کرو تا کہ ایک ایسی جماعت قائم ہو جو محبت و اخوت کی مثال ہو، اور اس لئے آپ نے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں سے ایک محبت و مؤاخات رکھا ہے جس کے پیدا کرنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ آپس کی رنجشوں اور ناراضگیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ختم کرنا چاہئے تا کہ جہاں ہم ذاتی طور پر روحانیت میں ترقی کرنے والے بنیں وہاں جماعتی ترقی میں بھی حصہ دار بن رہے ہوں۔

پھر ایک اعلیٰ خُلق جس کی طرف آپ نے ہمیں توجہ دلائی وہ عاجزی ہے۔ یہ خُلق بھی اُس وقت نکھرتا ہے جب لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ انسان بے شک اپنی عاجزی کے دعوے کرتا رہے کہ میں آپ کا خادم ہوں، بندہ ناچیز ہوں، بیشک یہ کہتا پھرے لیکن جب موقع آئے تو پھر تکبر اور بڑائی عَود کر آتی ہے۔ تو یہ ایک مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ (سورۃ الفرقان: 64) کہ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔

پس ایک حقیقی مومن جو عباد الرحمٰن بننا چاہتا ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ عام حالات میں بھی اُن کی حالتوں سے عاجزی ٹپکتی ہے اور جب ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو جاہل ہیں، جذبات کو انگیخت کرنا چاہتے ہیں تب بھی یہ عاجزی کی حالت قائم رہتی ہے۔ کسی کی عاجزی کا اُسی وقت صحیح پتہ چلتا ہے جب اُس کے جذبات کو انگیخت کیا جائے، بھڑکایا جائے، جب مقابلے کی صورت پیدا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ہی ایک موقعے پر حق کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جب مقابلے سے دستبرداری کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ ’’تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں‘‘۔

(تذکرۃ صفحہ 595 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ عاجزی اور عاجزانہ راہیں ہیں جو ہر احمدی کے لئے نمونہ ہیں اور ان کو اپنانا چاہئے کہ جھوٹی غیرت اور اَناؤں سے بچتے ہوئے رحمان خدا کے حقیقی عبد کا اظہار کرتے ہوئے جاہلوں کے مقابل پر عاجزی ہی دکھانی ہے۔ برائی کا جواب بجائے برائی سے دینے کے، اُن کی اصلاح کی نرمی اور حکمت سے کوشش کی جائے۔ اگر پھر بھی اصلاح نہیں کرتے تو بجائے تُو تکار اور غیرت میں آنے کے، جس سے فساد بڑھے سلام کر کے اُن سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اپنے جذبات پر قابو پانا بہت بڑی بات ہے۔ اس لئے اس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہے ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ تکبر، بڑائی اور جھوٹی غیرت ہی ہے جو لڑائیوں کو طول دیتی ہے۔ یہاں رحمان خدا کے بندے کہہ کر یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ جو تمام بڑائیوں کا مالک ہے، بہت بڑا ہے وہ اپنی رحمانیت دکھاتے ہوئے تمہیں معاف کرتا ہے، تمہارے سے درگزر کرتا ہے، کتنی ہی باتیں تم سے سرزد ہو جاتی ہیں جن سے وہ صَرفِ نظر کرتا ہے تو تم جو اُس کے عاجز بندے ہو اپنی عاجزی کے اظہار اپنی رویّوں سے کرو تا کہ پتہ لگے کہ تم عبدِ رحمان ہو، تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت سے زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکو۔ عام حالات میں بھی نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کی تلاش میں رہو۔ کسی تکبر اور بڑائی کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ مخلوق سے سچی ہمدردی کی وجہ سے، اور جب جذبات کو بھڑکایا جائے تب بھی صلح صفائی کی بنیاد ڈالتے ہوئے امن قائم کرنے کی کوشش کرو۔

ایک دوسری جگہ انسانوں کو عاجزی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا۔ اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (سورۃ بنی اسرائیل: 38) اور زمین میں اکڑ کر مت چل، نہ ہی تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے نہ پہاڑوں کی بلندی تک تیرا قد پہنچ سکتا ہے۔ گردن اکڑانے اور تکبر سے بلند مقام نہیں ملا کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ہو تو اس زمین کے رہنے والے اور زمین کی حیثیت کیا ہے؟ کبھی اس پر بھی غور کیا ہے؟ اس کائنات میں ستاروں اور سیاروں کا جو جھرمٹ ہے اس میں اس زمین کی ایک نقطے کی بھی حیثیت نہیں ہے۔ تو پھر اس میں بسنے والے انسان کی کیا حقیقت ہے؟۔ وہ انسان جو اس کی وجہ سے بڑائی میں مبتلا ہو رہا ہے اور پھر اپنی بڑائی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے، اُس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کائنات میں یہ جو چھوٹی سی زمین ہے، جو ایک نقطہ سے بھی چھوٹی ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ ہماری زمین ان نقطوں میں یہیں کہیں ہے اور اس کا بھی پتہ نہیں لگتا کہ کون سا نقطہ ہے، اس کو بھی پھاڑ کر تم انتہائی گہرائی تک نہیں جاسکتے۔ زمین کے علوم کی گہرائی تک بھی مکمل رسائی نہیں ہے تو تکبر کس بات کا ہے؟ تمہاری علمیت، تمہاری بڑائی، تمہاری گردنوں کے اکڑانے میں نہیں ہے بلکہ تمہاری عاجزی میں ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے۔ حقیقی بلند وہی ہے جسے خدا بلند کرے۔ تمہاری دولت، تمہارے دنیاوی مقام، تمہارے خاندان، تمہاری قوم کسی بڑائی کی علامت نہیں ہیں۔ اپنے سامنے اُن درختوں کی ٹہنیوں کی مثالیں رکھو جو پھلوں سے لدتی ہیں تو زمین کی طرف جھکتی ہیں۔ پس بندے کی بھی عاجزی ہے جو اُسے خدا کا قرب دلا کر حقیقی بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18)

پس اصل مقام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے قرب کا مقام ہے اور یہ عاجزی سے ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہلِ تقویٰ کے لئے شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے۔ یہ ایک تقویٰ کی شاخ ہے جس کے ذریعے ہمیں غضب ناجائز کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اُس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔

(تحفہ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء از شیخ یعقوب علی تراب صاحب صفحہ 49)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سچائی اور راستبازی دکھانا ایک مومن کا، ایک حقیقی احمدی کا خاصّہ ہونا چاہئے اور اس کا معیار اللہ تعالیٰ نے کیا قائم فرمایا ہے؟ مَیں اکثر غیروں کے سامنے جب اسلام کی خوبیاں بیان کرتا ہوں تو دنیا میں انصاف اور عدل قائم کرنے کے لئے راستبازی کی یہ مثال دیتا ہوں جو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے ضروری قرار دی ہے۔ فرمایا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ۔ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْفَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء: 136) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب۔ دونوں کا اللہ ہی نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

پس یہ ہے اُس سچائی کا معیار جو ایک حقیقی مومن کو اپنانا چاہئے جس کی اُس کو نصیحت کی گئی ہے۔ قرآنِ کریم کی اس خوبصورت تعلیم کا کسی اور مذہب کی کوئی تعلیم مقابلہ نہیں کر سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’جس قدر راستی کے التزام کے لئے قرآنِ شریف میں تاکید ہے میں ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ انجیل میں اُس کا عُشرِ عشیر بھی تاکید ہو‘‘۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے ایک بڑی رقم کا انعام مقرر کر کے عیسائی پادریوں کو بھی چیلنج دیا تھا جو اسلام کی اس سچائی کی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں لیکن کوئی مقابلے پر نہیں آیا۔ آپ فرماتے ہیں: ’’قرآنِ شریف نے دروغگوئی کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (النساء :136)۔ یعنی اے ایمان والو! انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہی کو لِلّٰہ ادا کرو اگرچہ تمہاری جانوں پر اُن کا ضرر پہنچے، یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اُٹھاویں‘‘۔ (مأخوذ از نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 402، 403)

مسلمانوں کی کتنی بدقسمتی ہے کہ اس اعلیٰ تعلیم کے ہوتے ہوئے پھر جھوٹ بولنے میں آج کل دنیا میں مسلمان سب سے زیادہ بدنام ہیں۔ اگر دنیا میں ہر جگہ سچائی کا یہ معیار قائم ہو جائے تو امن پیدا ہو جائے۔ اور ہمارے اندر تو بہت زیادہ اس کی ضرورت ہے۔ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو ہم نے کوشش کر کے یہ معیار حاصل کرنے ہیں۔ ہم یہ معیار حاصل کریں گے تو ہمارے گھریلو مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ میاں بیوی میں جہاں رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں، سچائی کی کمی کی وجہ سے ہی پڑتی ہیں۔ معاشرے میں چھوٹے معمولی جھگڑے ہوتے ہیں وہ بڑی لڑائیوں میں سچائی کی کمی کی وجہ سے بدل جاتے ہیں اور نہ ختم ہونے والے مقدموں میں بدل جاتے ہیں۔ سچائی پر بنیاد ہو تو ابتدا میں ہی ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کا خوف رکھنے والے کو ہلا دینے والا ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر یہ کتنی بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی زید یا بکر کا حوالہ نہیں دیا۔ فرمایا اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہے تو پھر اللہ کی خاطر تمہاری ذات بے حیثیت ہو جانی چاہئے۔ اور اگر یہ صورت پیدا ہو گی تو پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ تم اپنے دنیاوی لالچوں یا غیرتوں کے لئے جھوٹی گواہیاں دو۔ تمہاری سچائی کے معیار بہت اونچے ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین نے آپ کو ایک دفعہ ایک گواہی میں، خاندانی مقدمے میں، جو مخالفین تھے انہوں نے ہی کہا کہ ہماری گواہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دے دیں۔ اور آپ نے سچی بات کہی اور خود اپنے خلاف ہی، اپنے خاندان کے خلاف گواہی دی، اپنے بھائیوں کے خلاف گواہی دی اور مخالفین کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔

(مأخوذ از حیاتِ طیبہ مصنفہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ 15)

تو یہ نمونے ہیں جو ہمارے سامنے ہمارے لئے اسوہ ہیں۔ پس سچائی یہ ہے کہ نہ تمہاری ذات تمہیں سچائی سے روکے، نہ تمہارے والدین کا مقام اور پیار تمہیں سچائی سے روکے، نہ تمہارے کسی قریبی کا تعلق تمہیں سچ بولنے سے روکے۔ یہ نہ سمجھو کہ جھوٹ کا سہارا لے کر تم بچ سکتے ہو۔ انسانوں کی پکڑ سے تو بچ سکتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ جو خبیر ہے اُس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ پس یہ معیار ایک سچے احمدی کے ہونے چاہئیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جلسے پر آنے والے اس ارادے اور نیت سے آئیں کہ دین دنیا پر مقدم ہو جائے اور دینی مہمات کے لئے اُن میں ایک جوش اور سرگرمی نظر آئے۔ جن اعلیٰ اوصاف اور اخلاق کا ذکر ہو چکا ہے، اگر وہ انسان میں پیدا ہیں تو دین کو دنیا پر مقدم ہونے کا ویسے ہی عملی اظہار شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر مزید اس کا عملی اظہار یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے، اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کے سلطانِ نصیر بنیں۔ اپنے اندر جب یہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے عملی اظہار نظر آنے لگیں تو پھر بندے کو خدا کی پہچان کروانے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالنے اور اعلیٰ اخلاق دنیا کو سکھانے کے لئے بھی ہر احمدی اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عمل کرے۔ اس جلسے کے بعد ایک نئے عزم کے ساتھ اسلام کا خوبصورت پیغام دنیا کو پہنچانے کی ایک کوشش ہو۔ اشاعتِ اسلام کے لئے میڈیا کے جو مختلف ذرائع ہیں، کمپیوٹر کے ہیں، اُن کو آج کل کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں تو اُن کو استعمال کریں۔ آپس میں یہاں اکٹھے ہوئے ہیں تو پلاننگ کریں کہ کس طرح ہم یہ پیغام دنیا کو پہنچا سکتے ہیں؟ ذیلی تنظیمیں بھی ہیں، جماعتی تنظیمیں بھی ہیں۔ ان دنوں میں جہاں اپنی عملی حالتوں کی طرف، دعاؤں پر توجہ ہو وہاں دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کے لئے بھی دعائیں ہوں۔ جب اس مجمع کی دعائیں جس میں مرد بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں، بچے بھی شامل ہیں، نوجوان بھی شامل ہیں اور بوڑھے بھی شامل ہیں، جب ان سب کی دعائیں مل کر خدا تعالیٰ تک جائیں گی، عرش تک پہنچیں گی تو تبلیغ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نئے راستے بھی دکھائے گا۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ نئے سے نئے راستے بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے ہمیں مل رہے ہیں۔ فتوحات کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مَیں نے گزشتہ تقریباً دو تین سال پہلے جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ جماعت کا تعارف پہلے دنیا کو کرائیں اور اشتہارات اور لیف لیٹس (Leaflets) کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ہوا۔ ابھی جب منسٹر صاحب نے تقریر کی اُس میں بھی ذکر کیا کہ بس پر تمہارا اشتہار لگا۔ امن کا پیغام ہے۔ یہ پیغام بہت سارے ممالک میں دنیا میں دکھایا گیا اور بڑے وسیع پیمانے پر اس کے مثبت نتائج بھی سامنے آئے ہیں۔ لیکن یہ تعارف تو پہلا قدم تھا۔ اب ان رابطوں اور اس تعارف کو ختم نہیں کر دینا بلکہ اب اگلا قدم یہ ہے کہ محبت، پیار اور سلامتی کا پیغام جو مسیح محمدی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، ہم نے اُسے دنیا کے ہر مذہب کے مطابق آگے پہنچانا ہے۔ یہ اُس شخص کا پیغام ہے جس نے اس آخری زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے آنا تھا اور دنیا کو خدا کے حضور لا کر کھڑا کرنا تھا۔ پس اگلا پیغام دنیا کو یہ دینا ہے کہ آؤ اور اس جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ (تذکرۃ صفحہ 63 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) کے ساتھ جُڑ کر، اس کی جماعت میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرو۔ اور اس شریعت پر قائم ہو جاؤ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ ہم جو جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عہد کرتے ہیں اُس پر حقیقی رنگ میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ عمل کئے بغیر ہم دینی مہمات میں حصہ نہیں لے سکتے اور یہ توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر نہیں مل سکتی۔ پس ان دنوں میں اس توفیق کے ملنے کے لئے بھی بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہم اُن بہترین انسانوں میں سے ہو جائیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں بہترین ہیں، جن کی باتیں خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰم سجدۃ:34)۔ کہ اور بات کہنے میں اُس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بہترین لوگ خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کو کہا ہے۔

پس یہ خیال نہ کریں کہ امن اور سلامتی کے پیغام کے لیف لیٹس تقسیم کر دینے کے بعد ہمارا کام ختم ہو گیا ہے۔ ہم نے ملینز میں تقسیم کر دیئے بہت کچھ ہو گیا بلکہ اس کے بعد جبکہ آپ نے دنیا میں جماعت کو متعارف کروا دیا، امن اور محبت کا پیغام پہنچا دیا ہے، تو ذمہ داری پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ایک تو تبلیغ کے اگلے میدانوں کی تلاش کی ضرورت ہے، دوسرے اپنے عملوں کے وہ نمونے جو دوسرے کی توجہ ہماری طرف کھینچیں وہ دکھانے کی ضرورت ہے۔ مجھے کسی نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو بڑا آسان کام ہو گیا ہے کہ سلامتی کے پیغام کے لیف لیٹس تقسیم کر دو، یہ پیغام پہنچا دو، تبلیغ اور بیعتوں کے بارے میں اب مرکز نہیں پوچھے گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مرکز پوچھے نہ پوچھے اللہ تعالیٰ کی نظر میں اگر بہتر بننا ہے تو اس کام کی طرف ویسے ہی ایک مومن کی خود بخود توجہ ہونی چاہئے۔ دوسرے اس پیغام کے بعد ایسے بھی لوگ ہوں گے جن کی خود بخود آپ کی طرف توجہ پیدا ہو گی اور ہوتی ہے اور اس وجہ سے کئی بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔ اور جب لوگوں کی توجہ پیدا ہو گی تو بہر حال ہمارے عملوں اور حالتوں کی طرف بھی لوگ دیکھیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تبلیغ کے ساتھ اپنے اعمال کو بھی درست کرنا ضروری ہے پھر ہی بہترین بن سکو گے اور تب ہی تمہاری یہ بات کوئی وزن رکھنے والی ہو گی کہ میں کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

پس یہاں آ کر علمی اور تربیتی تقاریر سے استفادہ کر کے، ماحول کا ایک خاص اثر اپنے دل پر لے کر، آپس میں مل بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی منصوبہ بندی کر کے، اس کے لئے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق مال اور وقت کی قربانی دے کر ہی ہم اپنے مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ اگر یہ نیت، ارادے اور کوشش نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں پھر یہ جلسہ ایک ’’معصیت‘‘ ہے اور ’’طریقِ ضلالت اور بدعتِ شنیعہ‘‘ ہے۔

(مأخوذ از شهادة القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

دیکھیں کس قدر سخت تنبیہ ہے۔ آئے تو ہم یہاں جلسے کی برکات لینے ہوں اور یہ ہمارے لئے معصیت اور گناہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامل فرمانبرداروں میں شامل ہونے کا موقع عطا فرمایا ہے لیکن ہم نافرمانوں میں بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہدایت اور رہنمائی کے سامان پیدا فرما رہا ہے لیکن ہم ضلالت اور گمراہی کے طریق پر چل پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے اس زمانے کے امام کو بھیجا کہ ہم قرآن وسنت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اُس پر عمل کرنے والے بن سکیں۔ لیکن ہم اس جلسے کو دنیاوی میلہ سمجھتے ہوئے جمع تو ہو جائیں لیکن اُس سے فائدہ نہ اُٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر اس جلسے نے تمہارے اندر دینی، روحانی اور عملی تبدیلی پیدا نہیں کی یا تم اس مقصد کے لئے جلسے پر نہیں آئے تو یہ بدعتِ شنیعہ ہے۔ پھر یہ جلسہ ایک ایسی چیز بن جائے گا جو دین میں برائی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ بہت سی بدعات تو دین میں پہلے ہی پیدا ہو چکی ہیں اُن میں ایک اور بدعت کا اضافہ ہو جائے گا۔

لیکن یاد رہے کہ آپ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ ’’اس جلسے کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں، یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 281 اشتہار نمبر 91 باردوم مطبوعہ ربوہ)

پس یہ جلسہ بذاتِ خود تو بہتوں کی اصلاح کا باعث بنتا ہے اور غیروں کے سامنے بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش ہوتی ہے لیکن جو اس حقیقت سے دور رہتے ہیں اور صرف میلہ سمجھ کر شامل ہو رہے ہیں وہ جن گناہوں اور بدعات میں ڈوبے ہوئے ہیں اُن میں اضافہ کر رہے ہیں۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو خود اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں جو جلسے پر آنے کا مقصد ہے۔ اگر پورا کریں گے تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلسہ پر شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس مقصد کو حاصل کرنے والا اور جلسے کی حقیقت کو سمجھنے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم سمیٹنے والے ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ان دنوں میں بہت دعائیں کریں، اپنے لئے، اپنی نسلوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں بھی اور ہماری نسلوں کو بھی جماعت سے جوڑے رکھے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات اور تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ جہاں اپنی زبان میں اپنے لئے دعائیں کریں وہاں مسنون دعائیں بھی کریں اور درود بھی زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔ بلکہ ان دنوں میں درود کو خاص طور پر اپنی تمام دعاؤں پر حاوی کر لیں کہ دل کی گہرائی سے نکلا ہوا درود تمام دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ دشمنانِ احمدیت کے بد ارادوں اور منصوبوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ دشمن کا ہر شر اُن پر الٹا دے۔ ہر احمدی کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی برکتوں کو سمیٹتا ہوا اپنے اختتام کو پہنچے۔ آئندہ بھی ہر کارروائی اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہو۔ اب دعا کر لیں۔

✡✡✡✡✡✡✡

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

دارالاسلام اور دارالحرب معنے ومفہوم اور مختلف نظریات

(تحریر: حضرت ملک سیف الرحمن صاحب۔(مرحوم) مفتیٔ سلسلہ)

دارالحرب اور جہاد سے متعلق دو اہم نظریئے

دارالحرب اور جہاد سے متعلق دو اہم نظریئے اس وقت مسلمانوں میں مروّج ہیں۔

1۔ (الف) **ایک نظریہ** ہے کہ ہر غیر مسلم ملک جہاں کافروں کی حکومت ہے وہ دارالحرب ہے یعنی مسلمانوں کی حکومت اُس ملک سے بالقوّہ یا بالفعل برسرِ پیکار ہے اور اس سے جنگ کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔

(ب) جہاد اُس جنگ کا نام ہے جو اسلام کی اشاعت اور اس کو بزورِ شمشیر پھیلانے کے لئے لڑی جائے اور اسلام اسی جہاد کو فرض قرار دیتا ہے اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

2۔ (الف) **دوسرا نظریہ** ہے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور وہ اپنی پاک تعلیمات کے ذریعہ پھیلا ہے۔ وہ اپنے ساتھ ایسے دلائل و براہین، پاک تاثیرات اور معجزات رکھتا ہے۔ اور ایسے اخلاق پر زور دیتا ہے جو غیر معمولی قوّتِ جاذبہ کے حامل ہیں اور یہی عوامل اُس کی وسیع اشاعت کے ضامن ہیں۔ اسلام کو اپنے پھیلاؤ کے لئے نہ تلوار کی ضرورت ہے اور نہ وہ اس کا روادار ہے۔

(ب) دارالحرب وہ غیر مسلم ملک اور اُس کی حکومت ہے جو ''محض مذہبی اختلاف'' کی بناء پر مسلمانوں سے جنگ کرے اور حملہ میں پہل کرے یا جو مسلمان اُس کے ملک میں رہتے ہیں اُنہیں صرف دینی اختلاف کی وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بنائے۔ ان کے بنیادی انسانی حقوق غصب کرے۔ نہ انہیں اپنے ملک میں رہنے دے اور نہ ہی ہجرت کرنے دے یا ان کی ہجرت کے لئے کوئی صورت نہ بنے۔ ایسے غیر مسلم ملک سے لڑنا ایک اسلامی حکومت کا اوّلین فرض ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے دو معنے

(ج) جہاد فی سبیل اللہ کے دو معنے ہیں۔

(i) جہاد فی سبیل اللہ کے ایک معنے یہ ہیں کہ نیکی اور اسلام کی اشاعت کے لئے ہر پُرامن ذریعہ استعمال کیا جائے۔ اس کے لئے مقدور بھر کوشش کی جائے۔ اسلام کے احکام پر خود بھی عمل کیا جائے اور ذاتی نمونہ پیش کرکے دوسروں کو بھی اسلامی احکام پر چلنے کی تلقین کی جائے۔

(ii) جہاد فی سبیل اللہ کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ جو لوگ محض دینی اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ انہیں قتل کرتے ہیں۔ ان کے مال لوٹتے ہیں اور ان کو ان کے گھروں سے نکالتے ہیں۔ ان کے اس جبر کے خلاف اور مذہبی آزادی کے لئے لڑا جائے۔

اس دفاعی جنگ کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ جنگ ہر طرح کی ممکن تیاری کے بعد لڑی جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ایک واجب الاطاعت امام کی سرکردگی میں لڑی جائے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ ایسی ظالم غیر مسلم حکومت کو جنگ شروع کرنے سے پہلے امن وصلح سے رہنے یا اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔ اسی کوشش کا عربی نام **جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم** ہے۔

دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں ان دو اہم نظریوں میں سے کس نظریئے کی قرآن وحدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ تائید کرتے ہیں یا ان کی تفصیلات کیا اور دلائل کیا ہیں؟ اس مقالہ میں انہی حقائق سے پردہ اُٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ **وَالتَّوفِیْقُ مِنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِراطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔**

نوٹ: اس مقالہ کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں پہلے نظریئے کے دلائل اور تفصیلات پر بحث ہوگی اور حسبِ گنجائش کچھ تبصرہ بھی ہوگا۔ اور دوسرے حصہ میں دوسرے نظریہ کے دلائل اور براہین زیرِ بحث آئیں گے اور تفاصیل پیش کی جائیں گی۔

......☆......☆......☆......

پہلا نقطۂ نظر

دارالحرب

دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں ایک نظریہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دنیا دو حصوں میں بٹ گئی۔ دنیا کا ایک حصہ دارالاسلام کہلایا جہاں شریعت اسلامیہ کے تحت مسلمانوں کی حکومت ہے۔ دنیا کے دوسرے حصہ کو دارالحرب کا نام دیا گیا جس کے معنے یہ کئے گئے کہ دنیا کا وہ حصہ جہاں غیر مسلموں کی حکومت ہے اور طاغوتی نظام رائج ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ دنیا کے اس کافرانہ نظام رکھنے والے حصہ پر حملہ آور ہوں اور بزورِ شمشیر اسے فتح کرکے وہاں اسلامی شریعت کا نظام رائج کریں۔

بنواُمیہ کے عہدِ حکومت تک بعض فقہاء کا نظریہ یہ تھا کہ غیر مسلموں سے جنگ میں پہل نہ کی جائے صرف تبلیغ کے ذریعہ انہیں مسلمان بنانے کی کوشش کی جائے۔ ہاں اگر غیر مسلم مسلمانوں پر حملہ آور ہوں اور جنگ میں پہل کریں تو دفاعی جنگ کی اجازت ہے اس سلسلہ میں امام ثوریؒ کا نام بالصراحت مذکور ہے۔

(البنایہ فی شرح الھدایہ المشھور عینی شرح ھدایہ جلد دوم صفحہ 790 المکتبۃ الامدادیہ، سعودی عرب)۔(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سھل سرخسی جلد اول صفحہ 1197 تا 1200 کتاب السیر، بیت الافکار الدولیۃ، اردن 2009ء)

بنوعباس اور بعد کے زمانہ کے فقہاء نے جو کتابیں لکھیں ان میں ایک انقلابِ عظیم نظر آتا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کریم کی وہ آیات جن میں یہ ذکر ہے کہ دین میں جبر نہیں یا تم جنگ میں پہل نہ کرو اور صرف اُس صورت میں تلوار ہاتھ میں لو جب دشمن تم پر حملہ آور ہو وہ سب منسوخ ہوچکی ہیں۔ اور ان کو منسوخ کرنے والی قرآن کریم کی وہ آیات ہیں جن میں یہ حکم ہے کہ ''مشرکین کو جہاں بھی پاؤ قتل کردو'' اور اُن لوگوں سے لڑو جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔ اس طرح اسلام کے منکروں کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا جائے بلکہ ان کو مجبور کیا جائے کہ یا تو وہ اسلام قبول کرکے مسلمانوں میں شامل ہوجائیں یا شکست تسلیم کرکے جزیہ اور خراج دینا قبول کریں۔ ''فقہاء'' کے نزدیک اس صورت حال کی تاریخی تدریج یوں ہے۔

فقہاء کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تدریجی مؤقف

بعثت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ جو کلامِ الٰہی نازل کیا گیا ہے اُس کو اپنے تک محدود رکھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ارشاد ہوا کہ اپنے گھر والوں اور قریبی دوستوں کو کلامِ الٰہی سنائیں۔ اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ یہ وحی دوسرے عام لوگوں کو بھی بتائیں۔ کوئی مانے یہ نہ مانے اُس کی مرضی ہے۔ اس قسم کی تبلیغ کے نتیجہ میں جب لوگوں کی مخالفت بڑھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور حوصلہ دکھانے کی تلقین ہوئی۔ پھر جب مخالفت نے تشدّد اور جارحیت کی صورت اختیار کی اور یہ تشدّد مسلمانوں کی برداشت سے باہر ہوگیا تو انہیں مکہ چھوڑنے اور وہاں سے ہجرت کرجانے کی ہدایت ہوئی۔ پہلے بعض مسلمانوں نے عرب سے ملحقہ ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکہ سے نکل آئے اور مدینہ آبسے۔

اس کے بعد آپؐ کو اجازت ملی کہ اگر اب بھی کفار پیچھا کریں اور مدینہ پر حملہ آور ہوں تو مسلمانوں کو بھی مقابلہ کرنے کی اجازت ہے۔ اس طرح کفارِ مکہ سے بالخصوص اور عرب کے دوسرے علاقوں سے بالعموم آپ کی جنگیں شروع ہوگئیں۔ ان جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح نصیب ہوئی اور مکہ اور عرب کے بعض علاقے آپ کے زیرِ نگیں آگئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ اب کمزوری دکھانے یا نرمی اختیار کرنے کا کوئی سوال نہیں۔ ساری دنیا کو چیلنج دے دیا جائے کہ اسلام قبول کرو اور اگر یہ منظور نہیں تو شکست تسلیم کرکے اسلامی حکومت کے ماتحت آجاؤ اور جزیہ اور خراج ادا کرو۔ اگر یہ دونوں باتیں منظور نہیں تو پھر جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ اسی کا نام جہاد فی سبیل اللہ یا مقدس جنگ ہے۔

غرض اس طرح دنیا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ دنیا کا وہ حصہ جہاں اسلام کی حکومت ہے اور مسلمان حکمران ہیں اس کا نام دارالاسلام رکھا گیا۔ اور دنیا کا وہ حصہ جہاں کافرانہ نظام رائج ہے اور وہاں غیر مسلم حکمران ہیں اس کا نام دارالحرب قرار پایا یعنی دنیا کے وہ ملک جن سے جنگ لڑنا اور فتح حاصل کرکے وہاں زبردستی اسلام کی حکومت قائم کرنا دارالاسلام یعنی مسلمانوں کی حکومت کا فرض ہے۔

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سھل سرخسی جلد اول صفحہ 1210 کتاب السیر، بیت الافکار الدولیۃ، اردن 2009ء)

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سھل سرخسی جلد اول صفحہ 1247 کتاب السیر باب صلح الملولک ......، بیت الافکار الدولیۃ، اردن 2009ء)

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سھل سرخسی جلد اول صفحہ 1263 کتاب السیر باب المرتدین، بیت الافکار الدولیۃ، اردن 2009ء)

۞...... چنانچہ پانچویں صدی کے فقیہ اور **حنفی مسلکِ فکر کے مشہور امام علامہ شمس الدین السرخسی المتوفی 483ھ اپنی کتاب المبسوط☆ میں لکھتے ہیں:**

{☆ یہ کتاب 'المبسوط' تیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور ایک لحاظ سے فقہ کا مستند ترین دائرۃُ المعارف ہے۔ اس مضمون میں زیادہ تر حوالے اس کتاب سے لئے گئے ہیں۔ ایسا سہولت کی غرض سے کیا گیا ہے ورنہ فقہ کی ہر مستند کتاب میں دارالحرب کے بارہ میں یہی کہانی ملے گی۔ حنفیوں کے نزدیک بعض مسائل میں پھر بھی کچھ نرمی ہے ورنہ شافعیوں کے نزدیک تو اور بھی سختی ہے۔ ان کے خیال میں دارالحرب سے نہ کسی قسم کی تجارت جائز ہے نہ کسی قسم کی مصالحت کی گنجائش۔}

''وقد کان رسول اللّٰہ ﷺ مأمورًا فی الابتداء بالصَّفح والاعراض عن المشرکین قال اللّٰہ تعالیٰ فاصفحِ الصَّفح الجمیل۔ وقال تعالیٰ واعرِض عن المشرکین ثم اُمر بالدعاء الی الدین بالوعظ والمجادلۃ بالاحسن فقال تعالیٰ اُدع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالّتی ھی احسن ثم اُمر بالقتالِ اذا کان البِدایۃُ مِنھم فقال تعالیٰ اُذن للّذین یقاتلون بانَّھم ظلموا...... وقال تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوھم۔ وقال تعالیٰ و ان جنحوا للسَّلم فاجنح لھا۔ ثم اُمر بالبدایۃ بالقتال فقال تعالیٰ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ وقال تعالیٰ فاقتلوا المشرکین حیث وجد تموھم وقال رسول اللّٰہ ﷺ اُمرت ان اقاتل النَّاس حتی یقولوا لا الٰہ اِلاَّ اللّٰہ ...... فاستقر الاَمر علی فرضیۃ الجھاد مع المشرکین وھو فرض قائم الی قیام الساعۃ قال النبی ﷺ الجھاد ماضٍ منذ بعثنی اللّٰہ تعالیٰ الی ان یقاتل آخر عصابۃٍ من امتی الدَّجَّال وقال ﷺ بُعِثْتُ بِالسیف بَین یدی الساعۃ۔ وجُعِلَ رزقی تحت ظلِّ رُمحی والذِّلُّ والصِّغار علیٰ مَن خالفنی۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سھل سرخسی جلد اول صفحہ 1197 کتاب السیر، بیت الافکار الدولیۃ، اردن 2009ء)

عینی شرح ہدایہ میں بھی قریباً یہی تاریخی تدریج لکھی ہے۔ البتہ آخرالذکر دونوں حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(دیکھئے البنایہ فی شرح الھدیہ المشھور عینی شرح ھدایہ جلد دوم صفحہ 789-788 کتاب السیر، المکتبۃ الامدادیہ، سعودی عرب)

یعنی شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ کافروں اور مشرکوں کو نظر انداز کئے رکھیں۔ انہیں کلام الٰہی نہ سنائیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ بڑی عمدگی سے مشرکین کو ٹالیں اور ان سے صرفِ نظر کریں۔ پھر آپ کو حکم ہوا کہ وعظ ونصیحت اور عمدہ رنگ میں بحث ومباحثہ کے ذریعہ اللہ کے راستہ کی طرف لوگوں کو بلائیں۔ پھر حکم ہوا کہ اگر مخالفین اور کفار کی طرف سے حملہ میں پہل ہو تو تم بھی اس کے جواب میں لڑ سکتے ہو جیسا کہ فرمایا مسلمانوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے مقابلہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ نیز فرمایا اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے لڑو۔ پھر فرمایا اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف جھکو اور صلح کی پیشکش قبول کرلو۔ پھر حکم ہوا کہ تم جنگ میں پہل کرو (اگر وہ تم پر حملہ آور نہ بھی ہوں تو بھی تم ان پر حملہ کردو)۔ جیسا کہ فرمایا جہاں بھی تم مشرکوں کو پاؤ ان کو قتل کرو۔ اور ان سے جنگ کرو تا آنکہ فتنہ کا خاتمہ ہوجائے۔ (فقہاء فتنہ کے معنے شرک کے کرتے ہیں) اور سارا دین اللہ کا ہوجائے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ ماننے لگیں کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اس طرح یہ اُصول مستحکم اور پکا ہوگیا کہ مشرکین اور کفار سے جہاد بالسیف تا قیامت فرض ہے۔ چنانچہ ایک اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سے مَیں مبعوث ہوا ہوں اس وقت سے جہاد فرض ہے اور

یہ اس وقت تک فرض رہے گا جب کہ میری اُمت کی ایک جماعت دجال سے جنگ لڑے گی۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَیں قیامت سے پہلے تلوار لے کر مبعوث ہوا ہوں اور میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ میں مقدر ہے اور ذلت اور رسوائی میرے مخالفوں کا نصیبہ ہے۔

……پھر آگے چل کر امام سرخسی لکھتے ہیں:۔

” فاقتلوا المشركين حيث وجد تموهم ۔ فبهذا تبيّن انَّ قتل المشركِ عند التمكن منه فرض محكم ۔“

(المبسوط از امام ابوبكر محمد بن ابى سهل سرخسى جلد اول صفحه 1274 كتاب السير، باب آخر فى الغنيمة ،بيت الافكار الدولية، اردن 2009ء)

یعنی مشرک جب بھی قابو میں آجائے اُسے قتل کر دینا فرض ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

……عینی شرح ہدایہ جو حنفی مذہب کی دوسری مستند کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ:۔

”الجهاد شرعًا هو الداعى الى الدين الحق والقتال مع من لا يقبله …… وقتال الكفار واجب …… وان لم يبدونا…… للعمومات الواردة فى ذالک من الآية والاخبار لقوله تعالى اقتلوا المشركين وقولهٖ وقاتلوا اى الكفر وقوله عليه الصلوة والسلام الجهاد ماضٍ الى يوم القيامة وقوله عليه السلام امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لآ اله الاَّ اللّٰه۔ فان قيل العمومات مُتَعارِضةٌ فقوله تعالىٰ فان قاتلوكم فاقتلوهم وهٰذا يدلُّ على انّ قتالهم انما يجب اذا بدونا بالقتالِ كما قاله الثَورى (لايجوز قتالهم حتى يبدونا) واُجيب بانه منسُوْخٌ بقوله وقاتلوهم حتى لاتكون فتنةً وبقوله وقاتلوا الَّذين لا يؤمنون باللّٰه الآية۔“

(البنايه فى شرح الهدايه المشهور عينى شرح هدايه جلد دوم صفحہ 788 تا 790 كتاب السير، المكتبة الامداديه، سعودی عرب)

یعنی شرعی لحاظ سے جہاد کے معنے یہ ہیں کہ دین حق کی طرف دعوت دی جائے (لوگوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے کہا جائے) اور جو اس دعوت کو قبول نہ کرے اس سے جنگ کی جائے (اور زبردستی منوایا جائے)… آگے چل کر علامہ عینی لکھتے ہیں … کفار سے جنگ کرنا واجب ہے اگرچہ کفار کی طرف سے ابتداء نہ ہو کیوں کہ اس بارہ میں متعدد آیات ہیں جو عام ہیں مثلاً فرمایا مشرکین کو قتل کرو اور جو ایمان نہیں لاتے انہیں مار ڈالو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جہاد تا قیامت جاری ہے۔ نیز فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ مَیں لوگوں سے جنگ کروں تا آنکہ وہ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ ماننے پر آمادہ ہو جائیں۔

(اس قسم کے استدلال پر ہمارا تبصرہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے)

اگر یہ اعتراض ہو کہ ایسی آیات بھی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے اُس وقت لڑنے کی اجازت ہے جب کہ وہ لڑائی میں پہل کریں (اور مسلمان پر محض اُن کے دین کی وجہ سے حملہ آور ہوں) جیسا کہ امام ثوری ؒ کا مسلک ہے۔ تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی آیات منسوخ ہو چکی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پس ان سے لڑو یہاں تک فتنہ نہ رہے۔ نیز فرمایا اور ان سے لڑو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔

……”فتاویٰ عالمگیریہ“ ہندوستان کے مشہور بادشاہ اورنگ زیب کے زمانے میں مرتب ہوا۔ اس میں جہاد اور دارالحرب کے بارہ میں لکھا ہے۔

” قتال الكفار الذين لم يسلموا و هم من مشركى العرب او لم يسلموا ولم يعطوا الجزية من غيرهم واجب و ان لم يبدؤونا۔ كذا فى فتح القدير۔“

(الفتاوىٰ الهنديه المعروفة بالفتاوى العالمكيرية جلد دوم صفحہ 209 كتاب السير الباب الاول فى تفسيره شرعا وشرطه وحكمه دار الكتب العلمية بيروت 2000ء)

یعنی عرب کے مشرکین اگر مسلمان نہ ہوں تو ان سے جنگ لڑ کر ان کو قتل کرنا واجب ہے اور عرب کے علاوہ دوسرے ممالک کے جو مشرک اور کفار ہیں اگر وہ مسلمان نہ ہوں اور نہ ہی جزیہ دیں تو ان سے جنگ کرنا اور ان کو قتل کرنا بھی واجب ہے۔

یہ تو حنفی مسلک فکر کا ذکر ہے۔

……دوسرے مذاہب مثلاً مالکی شافعی اور حنبلی، تو اُن کے نزدیک بھی دارالحرب اور جہاد کے بارہ میں قریباً قریباً یہی نظریہ ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا نظریہ

اس نظریہ کا عکس اس زمانہ کے بعض ”دانشوروں“ کے ہاں بھی ملتا ہے چنانچہ پاکستان کے دینی دانشور **مولانا مودودی اپنی کتاب الجہاد فی الاسلام میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔**

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ وعظ و تلقین کا جو مؤثر سے مؤثر انداز ہو سکتا تھا اُسے اختیار کیا۔ مضبوط دلائل دیئے۔ واضح حجتیں پیش کیں۔ فصاحت و بلاغت اور زور خطابت سے دلوں کو گرمایا۔ اللہ کی جانب سے محیر العقول معجزے دکھائے۔ اپنے اخلاق اور اپنی پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا جو حق کے اظہار و اثبات کے لئے مفید ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ ؐ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپ ؐ کی صداقت کے روشن ہو جانے کے باوجود آپ ؐ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا…… لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی……تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی اور شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔ طبیعتوں سے فاسد مادے خود بخود نکل گئے۔ روحوں کی کثافتیں دور ہو گئیں اور یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہو گیا بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت باقی نہ رہی جو ظہورِ حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے۔

عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اسلام کو اس سرعت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہو گئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے اُن پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔“

(الجهاد فى الاسلام از ابو الاعلیٰ مودودی صفحہ 174-173 مطبع ادارہ ترجمان القرآن لاہور 2009ء)

……پھر اسی سلسلہ کے ایک اور مضمون میں مولانا مودودی لکھتے ہیں:

”یہی پالیسی تھی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے عمل کیا۔ عرب جہاں مسلم پارٹی پیدا ہوئی تھی سب سے پہلے اسی کو اسلامی حکومت کے زیر نگین کیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف کے ممالک کو اپنے اُصول و مسلک کی طرف دعوت دی مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں بلکہ قوّت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا۔ آنحضرت ؐ کے بعد حضرت ابوبکر ؓ پارٹی کے لیڈر ہوئے تو انہوں نے روم اور ایران دونوں کی غیر اسلامی حکومت پر حملہ کیا اور حضرت عمر نے اس حملہ کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا۔“

(حقیقت جہاد صفحہ 65 از ابوالاعلیٰ مودودی مطبع تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور 1946ء)

{نوٹ: جہاد کے بارہ میں مولانا مودودی کے نظریات پر بہترین تبصرہ کے لئے کتاب ”مذہب کے نام پر خون“ (مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ) کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔}

……دارالحرب اور جہاد کے اس نظریہ کے بارہ میں ”عام علماء“ کے مسلک کے متعلق 1953ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ (المعروف بہ منیر انکوائری رپورٹ۔ مطبوعہ ،نیا زمانہ پبلیکیشنز 14 بی ٹیمپل روڈ لاہور) **میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔**

”اسلامی مملکت دارالاسلام ہے یعنی وہ ملک جس میں اسلام کے احکام نافذ ہوں اور جس کا حاکم مسلمان ہو۔ دارالاسلام کے باشندے مسلمان بھی ہوتے ہیں اور وہ غیر مسلم بھی جنہوں نے مسلم اقتدار کے سامنے گردن اطاعت جھکا دی ہو اور جن کو مملکت اسلامی نے بعض قیود کے ماتحت اور شہریت کاملہ حاصل ہونے کے امکان کے بغیر ان کے جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دے دی ہو لیکن ان کا اہل کتاب ہونا ضروری ہے۔ وہ بت پرست ہرگز نہ ہوں۔ مملکت اسلام نظریاتی اعتبار سے اپنے ہمسایہ غیر مسلم ملک سے دائمی برسر جنگ رہتی ہے کیونکہ ممکن ہے وہ کسی وقت دارالحرب بن جائے۔……“

عدالت نے یہ پہلو مولانا ابوالاعلی مودودی کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے ذیل کے خیالات ظاہر کئے۔

”سوال: جو ملک دارالاسلام کی سرحد پر واقع ہے کیا وہ ایک اسلامی مملکت کے مقابلہ میں ہمیشہ دارالحرب کی حیثیت رکھتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ اگر دونوں کے درمیان کوئی مصالحت کا معاہدہ موجود نہ ہو تو اسلامی مملکت بالقوۃ اپنے غیر مسلم ہمسایہ ملک سے برسرِ جنگ رہے گی۔ کوئی غیر مسلم ملک صرف اسی صورت میں دارالحرب کی حیثیت اختیار کرتا ہے جب اسلامی مملکت اس کے خلاف رسمی حیثیت سے اعلانِ جنگ کر دے۔“

تحقیقاتی عدالت علماء کے نظریہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہے:

”مسلمان کی زندگی میں سب سے بڑی سرگرمی یہ ہے کہ وہ دلیل و برہان کی مدد سے اور جہاں ضروری ہو وہاں قوت سے کام لے کر اسلام کو پھیلائے تا آنکہ وہ عالمگیر مذہب بن جائے۔“

(منیر انکوائری رپورٹ صفحہ 346-345 مطبوعہ نیا زمانہ پبلیکیشنز لاہور)

مختصر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں جہاد کے متعلق مندرجہ ذیل مختصر مقالہ درج ہے۔

جہاد۔ مقدس جنگ۔ اسلحہ کے زور سے اسلام کی اشاعت مسلمانوں کا علی العموم مذہبی فریضہ ہے …… مسلمان اس موقف پر تدریجی طور پر لیکن سرعت کے ساتھ پہنچ گئے …… جہاد اس وقت تک جاری رہنا چاہیئے جب تک پوری دنیا اسلام کے زیرِ نگیں نہ ہو جائے …… جن لوگوں کے خلاف جہاد کرنا مقصود ہو ان کو سب سے پہلے قبولِ اسلام کی دعوت دینی چاہیئے۔ اگر وہ انکار کریں تو پھر ان سے یہ کہنا چاہیئے کہ وہ مسلم حکومت کے آگے سر جھکا دیں ذمی بن جائیں۔ جزیہ اور خراج دیں اور اگر یہ بھی نہ مانیں تو جنگ کریں۔ پہلی حالت میں ان کی جانیں اور ان کے خاندان اور ان کا مال بالکل محفوظ رہیں گے۔ لیکن ان کی حیثیت ادنیٰ ہوگی۔ انہیں شہریت کے اصطلاحی حقوق حاصل نہ ہوں گے… اگر وہ جنگ کریں گے تو وہ اور ان کے افراد خاندان غلام بنا لئے جائیں گے۔ ان کے مال پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا جائے گا……

(*Shorter Encyclopaedia Of Islam by H. A. R. Gibb and J. H. Kramers Page: 89 Under Word: Djihad, Printed in the Netherlands, 1961*)

……عام طور مسلمہ رائے یہ ہے کہ سورۃ توبہ کی پانچویں آیت (فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ) نے ان مکی آیات کو منسوخ کر دیا ہے جن میں صرف دفاع کے لئے کفار کے خلاف قتال کی اجازت دی گئی تھی۔☆

{☆ایسی مدنی آیات بھی ہیں جن میں صرف دفاع کی صورت میں جنگ کی اجازت دی گئی ہے مثلاً البقرہ 195، الممتحنہ 10,9۔

……مختصر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مقالہ سے اور بعض دوسری پیش شدہ تحریرات سے جن میں مولانا ابوالاعلی مودودی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی کتابیں بھی شامل ہیں عقیدۂ جہاد کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ اسلام اسلحہ اور فتوحات کے زور سے پھیلا ہے۔

”اب جارحیت اور نسل کُشی انسانیت کے خلاف جرائم قرار پا چکے ہیں …… ایک طرف جارحیت اور نسل کُشی کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جرائم ہیں اور دوسری طرف یہ عقیدہ کہ اسلام بزورِ شمشیر اور بزورِ فتوحات پھیلا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے۔'' (منیر انکوائری رپوٹ صفحہ 349-350 مطوعہ نیا زمانہ پبلیکیشنز لاہور)

بہر حال یہی نظریات اور رجحانات تھے جن کی بنیاد پر **تیسری صدی اور بعد کے فقہاء نے دارالاسلام اور دارالحرب کی اصطلاحوں کو رواج دیا۔**

دارالحرب کے مسائل

اس سلسلہ میں فقہاء کے سامنے یہ سوال بھی آیا کہ دارالحرب کے ''مسائل'' کیا ہیں؟ اس سوال کا جو جواب دیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

1۔ دارالحرب (یعنی غیر مسلم حکومتوں) سے جنگ جاری رکھنا اور ان پر حملے کرتے رہنا مسلمانوں کی حکومت کا فرض ہے البتہ حملہ کرنے سے پہلے قبولِ اسلام کی دعوت دینا ضروری ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک دعوت دینے کا یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا ہے اس لئے اچانک حملہ کی بھی اجازت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنومصطلق پر اچانک حملہ کیا تھا۔ امام سرخسی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

''لَا بَأْسَ اَن یُّغِیْرُوْا عَلَیْهِمْ لَیْلًا اَو نهارًا بِغَیْرِ دَعْوَةٍ لِمَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِی ﷺ اَغَارَ عَلٰی بَنِی المُصْطَلق و هم غَارُّوْنَ۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1212 کتاب السیر باب معاملة الجیش مع الکفار، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

یعنی دعوتِ اسلام دیئے بغیر اچانک حملہ کرنے کی بھی اجازت ہے کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومصطلق پر ان کی بے خبری میں حملہ کیا تھا۔

2۔ دارالحرب (غیر مسلم ممالک) سے مستقل اور دائمی صلح کی اجازت نہیں۔ البتہ اگر مصالحت میں مسلمانوں کا واضح مفاد ہو مثلاً غیر مسلم دشمن زیادہ طاقتور ہو اور مسلم حکومت تیاری کا موقع حاصل کرنا چاہتی ہو تو ''محدود'' مدت کے لئے صلح کا معاہدہ جائز ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ مدت دس سال سے متجاوز نہیں ہونی چاہئے۔ یہ تحریر صلح حدیبیہ کے معاہدے پر مبنی ہے جو دس سال کے لئے تھا۔

(البنایه فی شرح الهدایه المشهور عینی شرح هدایه جلددوم صفحه 800 المکتبة الامدادیه، سعودی عرب)

3۔ دارالحرب کے باشندے مباح الدم اور ان کے اموال مباح الاخذ ہیں۔ چنانچہ شمس الائمہ السرخسی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

الف۔ '' ولِلْامام ان یقتل الرجال من الاَسارٰی وله ان یَسْتبقیهم و یُقَسِّمَهم بین الجند...... لان الاسیر ما لم یقسم الامام مباح الدم بدلیل ان للامام ان یقتله و قتل مباح الدم لا یوجب ضمانه۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1231 کتاب السیر باب ما اصیب فی الغنیمة ......بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

ایک جگہ آگے چل کر امام سرخسی لکھتے ہیں:۔

''فاقتلوا المشرکین حیث وجد تموهم ۔ فبهذا تبیّن انَّ قتل المشرکِ عند التمکن منه فرض محکم ۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1274 کتاب السیر، باب آخر فی الغنیمة، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

یعنی مسلم سربراہ مملکت کو اختیار ہے کہ جنگی قیدیوں کو قتل کر دے یا انہیں زندہ رکھ کر فوجیوں میں (بطور غلام) تقسیم کر دے۔ چونکہ ایسے قیدی مباح الدّم ہوتے ہیں اس لئے امام المسلمین کے علاوہ بھی اگر کوئی دوسرا مسلمان بھی کسی جنگی قیدی کو قتل کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ نہ اس سے قصاص لیا جائے گا اور نہ ہی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

عرب کے مشرک اگر مسلمان نہ ہوں تو ان کو قتل کر دینا فرض ہے زندہ رکھ کر غلام بنانا جائز نہیں۔ البتہ ان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو غلام بنانا جائز ہے۔ اس حکم میں کوئی استثناء نہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔

ب۔ دارالحرب کے باشندوں کے اموال کے بارہ میں امام سرخسی لکھتے ہیں:۔

'' لان ماله مباح فللمسلم ان یأخذهٗ بِاَیِّ وجهٍ یَقْدِرُ علیه ...... فانّ للمسلمین ان یاخذوه بِاَیِّ طریقٍ یتمکّنون من ذالک۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1207 کتاب السیر، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1274 کتاب السیر، باب آخر فی الغنیمة، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

یعنی دارالحرب کے لوگوں کے اموال مباح الاخذ ہوتے ہیں اس لئے جس طریق سے بھی کوئی مسلمان اس مال پر قبضہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

4۔ سوائے اشد مجبوری کے جہاد میں کفار سے مدد نہ لی جائے۔ مجبوری کی بات دوسری ہے۔ بوقت ضرورت تو کتوں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔

''والاستعانة بهم کالاستعانة بِالکلاب۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1208 کتاب السیر، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

5۔ اسیران جنگ اگر مسلمان نہ ہوں تو ان کو قتل کر دیا جائے یا غلام بنا لیا جائے۔ احسان کر کے چھوڑنے یا فدیہ اور تاوان جنگ لینے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ آیت **اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَاءً** منسوخ ہو چکی ہے۔ اسے قرآن کریم کی دوسری آیت **فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ** نے منسوخ کیا ہے۔

6۔ جو غیر مسلم ذمی بن کر اسلامی حکومت میں رہائش رکھیں اور جزیہ ادا کریں ان کے جان و مال تو محفوظ ہوں گے۔ (حسن بصری اور عطاء اس آیت کو منسوخ نہیں مانتے اور نہ اسیرانِ جنگ کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک عام جنگی قیدیوں کو یا تو احسان کر کے چھوڑ دینا چاہئے یا فدیہ لے لیا جائے۔ امام سرخسی اس بارہ میں لکھتے ہیں:۔

'' ولسنا ناخذ بقولهما فان حکم المن والمفاداة بالمال قد انتسخ بقوله تعالی فاقتلوا المشرکین حیث وجد تموهم۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1209 کتاب السیر، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

لیکن ان کی توہین اور تذلیل میں کمی نہیں آنی چاہئے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس زندگی سے تنگ آ کر اسلام قبول کرنے کے لئے سوچنے پر مجبور ہوں۔ تذلیل کی ایک مثال یہ ہے کہ اگر کوئی ذمی اپنا جزیہ کسی کے ہاتھ بھجوائے تو قبول نہ کیا جائے بلکہ اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ اصالتاً خود آ کر جزیہ پیش کرے۔ وہ کھڑا ہو اور وصول کرنے والا محصل بیٹھا ہو۔ بعض کے نزدیک یہ بھی مناسب ہے کہ محصل اُس کے گلے سے پکڑے یا داڑھی پکڑ کر کھینچے اور کہے **اَعْطِ الْجِزْیَةَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ** یا یہ الفاظ کہے **اَعْطِ الْجِزْیَةَ یَا ذِمِّی۔**

(ماخوذ از بحر الرائق شرح کنز الدقائق از شیخ زین الدین جزء خامس صفحه 112 کتاب السیر باب العشر والخراج مطبوعه المکتبه الماجدیه کوئٹہ پاکستان)

چنانچہ امام سرخسی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔

'' وَ لِاَنَّ اَخْذ الجزیة منهم بطریق الصغار...... ولهٰذا لا تقبل منه لو بَعَثها علی ید نائبه بل یُکلَّف بِاَن یأتی به بنفسه فیعطی قائمًا والقابض منه قاعدٌ۔

وفی روایة یأخذ بتَلبیبه فَیُهُزّه هزًّا ویَقُول: اعط الجزیة یا ذمِیُّ ...... ولان المقصود لیس هو المال بل المقصود استذلالُ الکافِر واستصغاره لان اصراره علی الشرک فی دارالتوحید جنایةٌ فلا ینفک عن صغار یجری علیه۔''

(المبسوط از امام ابوبکر محمد بن ابی سهل سرخسی جلد اول صفحه 1241-1242 کتاب السیر باب فی توظیف الخراج، بیت الافکار الدولیة، اردن 2009ء)

یعنی ذمیوں سے جزیہ وصول کرتے وقت اہانت کا سلوک کرنا واجب ہے اسی لئے اگر وہ اپنا جزیہ اپنے کسی نائب کے ذریعہ بھجوائے تو قبول نہ کیا جائے اور اُسے مجبور کیا جائے کہ وہ خود حاضر ہو کر پیش کرے۔ ادائیگی کے وقت وہ کھڑا رہے اور وصول کرنے والا بیٹھا ہوا ہو۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ وصولی کرنے والا اُسے گریبان (یا داڑھی) سے پکڑ کر جھنجھوڑے اور کہے اے (ذلیل) ذمی جزیہ ادا کرو۔ کیونکہ جزیہ عائد کرنے کا مقصد مال حاصل کرنا نہیں بلکہ کافر کو رسوا کرنا اور اُسے ذلیل کرنا ہے۔ دارالتوحید میں شرک بہت بڑا جرم ہے اس کی سزا اُسے ملنی چاہئے ☆۔

{☆ ذمیوں کے بارہ میں اسلام کے منصفانہ احکام کے لئے دیکھیں خاکسار (ملک سیف الرحمٰن) کی کتاب ''اسلام اور غیر مسلم رعایا''۔ مطبوعہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔}

(باقی آئندہ)

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

بلکہ ان احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیا جو پرانے عہدنامہ میں درج ہیں اور جن کو آپ نے پولوس کی اندھی تقلید میں منسوخ قرار دے رکھا ہے۔

متی اور مرقس میں جو اختلاف ہے اس کو Peaks commentary of the Bible کے ایڈیٹروں نے بھی تسلیم کیا ہے، لکھتے ہیں:۔

Mt. has small but most significant difference from Mk. (ava Lk.)

ایک مسلمان کو حقیقتاً تعجب ہوتا ہے کہ اس قسم کے اہم اختلاف اور تضاد کو تسلیم کرنے کے باوجود دونوں تینوں کتابوں کو خدا کا کلام اور انسانیت کی دنیا و آخرت کی زندگی میں رہنمائی کے لئے واحد کتاب قرار دیا جاتا ہے۔

......اس باب کے آخر میں یسوع نے پطرس کے سوال کے جواب میں اپنے بارہ شاگردوں سے وعدہ کیا ہے:۔

مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہولئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔ (متی باب 19 آیت 28)

اس آیت میں ایک اشارہ موجود ہے جیسا کہ نئے عہدنامہ کے کئی مقامات میں واضح ذکر ہے کہ یسوع کا مشن بنی اسرائیل کے 12 قبائل کے لئے محدود تھا، ساری دنیا کے لئے نہیں تھا۔ ہاں یہاں ایک سوال ضرور اٹھتا ہے کہ کیا ان بارہ عدالت کرنے والوں میں یہوداہ اسکریوطی بھی ہوگا کیونکہ وہ بھی اس وعدہ میں شامل ہے۔

عیسائی مفسرین اور مصنفین کی طرف سے یہ اعتراض بکثرت کیا جاتا ہے کہ اسلام اور قرآن آخرت کی زندگی میں صرف نعماء دنیوی اور مادی اور جسمانی کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط اعتراض ہے۔ قرآن و حدیث میں وضاحت ہے کہ یہ نعماء صرف نام میں دنیوی نعماء سے مشابہت رکھتی ہیں ورنہ ان کی حقیقت اور ماہیت بالکل نعماء دنیا سے مختلف ہے اور حقیقت میں یہ نعماء روحانی نعماء ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ: وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامة:23-24) کہ جنتیوں کے چہرے تروتازہ ہوں گے کیونکہ وہ اپنے ربّ کا دیدار کر رہے ہوں گے۔ اب کون ہے جو ربّ کے دیدار کو دنیوی، مادی، جسمانی نعمت قرار دیتا ہے۔ مگر متی کے اس باب کی آخری سے پہلی آیت کے الفاظ یہ ہیں:

'اور جس کسی نے گھروں یا بھائیوں یا بہنوں یا باپ یا ماں یا بچوں یا کھیتوں کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اس کو سو گنا ملے گا'۔ (متی باب 19 آیت 29)

کیا قرآن پر اعتراض کرنے والے یہاں بھی ان چیزوں سے ظاہری، مادی وجود مراد لیں گے؟

(باقی آئندہ)

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

اور دعا میں گزار دیا اور مجھے راحت میسر نہ آئی، یوں خدا تعالیٰ کے گھر میں پہنچ کر بھی مَیں بے نصیب واپس لوٹ آیا۔ اس کے بعد مَیں جب بھی نماز پڑھتا تو ایسے لگتا جیسے شیاطین میرے ارد گرد جمع ہوگئے ہیں اور اپنے مسموم خیالات اور وساوس سے میری نماز خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ حالت کئی روز تک جاری رہی یہاں تک کہ ایک دن مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے سکینت عطا ہوئی تو مَیں فجر سے کافی وقت پہلے مسجد میں جا کر نوافل ادا کرتا رہا۔ پھر نماز فجر کے بعد وہیں بیٹھا رہا حتی کہ سورج نکل آیا اور مَیں اکیلا ہی مسجد میں رہ گیا۔ اس وقت مَیں نے رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ! اگر تُو نے میری اصلاح نہ کی تو مَیں ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ اے غفور رحیم مجھے اپنی ناراضگی سے محفوظ رکھ اور اپنے راستوں کی طرف خود میری راہنمائی فرما۔

(اس کے بعد کے حالات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 نومبر 2009ء میں مکرم لئیق احمد بلال صاحب کے قلم سے حضرت عمرؓ کی فراست اور تفقہ فی الدین کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اپنے آپ کو خدا کے مال اور اس کی مخلوق کے حقوق کا نگران اور محافظ سمجھا اور اس امانت کو کمال دیانتداری سے ادا کیا۔ خلیفہ ہوتے ہی انہوں نے خدا سے التجا کی: اے اللہ مَیں ضعیف ہوں مجھے قوت عطا کیجیو۔ میں سخت ہوں مجھے نرمی عطا فرمانا۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی بنانا۔

پہلی بار منبر پر تشریف فرما ہوئے تو جہاں حضرت ابوبکرؓ پاؤں رکھتے تھے وہاں منبر کی پہلی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ کسی نے عرض کی آپ نیچے بیٹھ گئے ہیں۔ جہاں ابوبکرؓ تشریف رکھتے تھے وہاں کیوں تشریف نہیں رکھتے۔ فرمایا: میرے لئے یہی کافی ہے کہ جہاں ابوبکرؓ کے پاؤں پڑتے تھے وہیں بیٹھوں۔ اس سے آپؓ کی انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔

آپؓ کے بارہ میں یہ مشہور ہے کہ آپؓ کی طبیعت میں قدرے سختی تھی لیکن اس عہدۂ جلیلہ کے بعد یہ سختی صرف ظالموں اور تعدّی کرنے والوں کے لئے رہ گئی۔ ورنہ جہاں خدا کا حکم سنا، کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھا تو طبیعت میں رقّت پیدا ہوگئی۔ آپؓ کی طبیعت کی نرمی اور رحم کا ثبوت یہ ہے کہ بازار سے نکلتے تو بچے دوڑ کر آپؓ کو تھام لیتے۔ ’اے پیارے باپ‘ کہتے ہوئے آپؓ سے چمٹ جاتے۔ آپؓ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، ان سے پیار کرتے۔ آپؓ خود فرماتے ہیں کہ مَیں ننگی تلوار تھا۔ مجھے اسلام نے میان میں کیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھے میان میں کیا۔

حضرت عمرؓ راتوں کو مدینہ کے گلی کوچوں میں پھر کر حاجتمندوں، بھوکوں، ناداروں کا پتہ کرتے اور ان کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ آپؓ بیت المال کی ایک ایک پائی کا حساب رکھتے تھے۔ محاذ جنگ پر جانے والے مجاہدین کے اہل و عیال کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ سفر میں ہوں تو رات کو جاگ کر قافلہ کی نگہداشت فرماتے تھے۔

آپؓ عامل ان لوگوں کو مقرر کرتے جو خدا کی خشیت رکھنے والے ہوں۔ حضرت عبداللہؓ بن ارقم کو بیت المال کا چندہ سپرد کیا تو فرمایا اس سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے میں، مَیں نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت عمارؓ بن یاسر کو کوفہ بھیجا تو وجہ انتخاب یہ فرمائی کہ یہ آنحضرت ﷺ کے اشراف صحابہ میں سے ہیں۔

جنہیں عمال مقرر کرتے ان کے اعمال پر کڑی نظر رکھتے۔ آپؓ کا دامن پاک تھا۔ اس لئے ہر والی کے دامن پر نظر رکھتے۔ ایک بار شام کے سفر میں آپؓ نے دیکھا کہ ذمیوں کو ٹیکس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ لوگوں کو دکھ مت دو۔ وہ لوگ جو لوگوں کو دکھ اور عذاب پہنچاتے ہیں اللہ قیامت کے دن انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا۔ چنانچہ انہیں فوراً چھوڑ دیا گیا۔

ایک بوڑھے اندھے غیر مسلم کو مانگتے دیکھا تو بیت المال سے اسے روزینہ عطا کیا اور فرمایا: اس کی جوانی سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ اب بڑھاپے میں اسے زمانے کے سپرد کرتے ہو کہ جزیہ کی ادائیگی کے لئے مانگتا پھرے، یہ انصاف نہیں۔

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد آپؓ امت کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح ہو گئے۔ رعایا کے افراد کی ضروریات کی ذاتی طور پر حاجت روائی کرتے۔ آپؓ راتوں کی نیند اور آرام ترک کر کے حاجتمندوں کے کام آتے اور اسے اپنا فرض سمجھتے۔

ایک رات زید بن اسلم کو ساتھ لے کر حضرت عمرؓ باہر نکلے۔ ایک جوان عورت نے آپؓ سے عرض کی میرے خاوند فوت ہوگئے میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے ہیں ہمارا ذریعہ آمد کوئی نہیں۔ میں خفاف بن ایماء غفاری کی بیٹی ہوں جو حدیبیہ کے مشہور تاریخی موقعہ پر موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو گھر آئے اونٹ پر سامان خوردنی لادا اسی پر کپڑے اور نفقہ رکھا اور اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ تھما کر کہا اسے لے جاؤ۔ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ فضل کر دے گا۔ ساتھی نے کہا: امیرالمومنین! آپ نے بہت زیادہ دیا۔ فرمایا: میں نے اس کے باپ اور بھائی کی خدمات دیکھی ہیں، اسے تول اور ماپ کر دینا مناسب نہیں۔

ایک بار مدینہ سے باہر ایک تجارتی قافلہ نے ڈیرہ ڈالا۔ رات کو آپؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ساتھ لیا اور اُن کی پہرہ داری کرنے لگے۔ آپؓ نوافل ادا کرتے رہے اور پہرہ بھی دیتے رہے۔ آپؓ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو اس کی ماں کو کہا: خدا سے ڈرو اپنے بچے کی دیکھ بھال کرو۔ پھر اپنی جگہ پر آ گئے تو پھر بچے کے رونے کی آواز آئی۔ آپؓ نے ماں کو بچے کی خبر گیری کی طرف توجہ دلائی۔ رات کے آخری حصے میں پھر آپؓ نے بچے کے رونے کی آواز سنی تو پھر اس کی والدہ کو کہا تم کیسی ماں ہو، تمہارا بچہ ساری رات بیقرار رہا۔ بچے کی والدہ نے کہا: اللہ کے بندے تو نے مجھے ساری رات تنگ کیا۔ میں بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں اور یہ ضد کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اتنے چھوٹے بچے کا دودھ کیوں چھڑا رہی ہو؟ اس نے کہا اس لئے کہ عمرؓ دودھ پیتے بچے کا نفقہ نہیں دیتے جب بچہ دودھ چھوڑ دے تو اس کا گزارہ ملتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کی عمر کتنی ہے؟ اس نے چند ماہ عمر بتلائی تو آپؓ نے فرمایا اتنی جلدی بچے کا دودھ مت چھڑاؤ۔ صبح کی نماز پڑھی تو نماز میں بہت روئے۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا: وائے عمر! تو نے کتنے مسلمان بچوں کو قتل کیا۔ پھر آپؓ نے عام اعلان کروایا کہ آج سے ہر پیدا ہونے والے بچے کا گزارہ مقرر کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے نہایت سادہ زندگی بسر کی۔ جس کے عہد میں اسلام، عراق، شام، مصر، الجزیرۃ، آرمینیا، آذربائیجان، فارس، خوزستان تک پھیل گیا۔ جس کی ہیبت اور رعب سے عمال کانپتے تھے اُس کا لباس اتنا سادہ ہوتا کہ بسا اوقات قمیص پر پیوند لگے ہوتے۔ ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز عتبہ بن ابی فرقد بارگاہ عمر میں حاضر ہوئے تو آپؓ کھانا کھا رہے تھے۔ آپؓ کے کہنے پر وہ بھی کھانے میں شامل ہوگئے لیکن کھانا کچھ ایسا سادہ اور موٹا تھا کہ عتبہ کے گلے سے نیچے اترنا مشکل ہوگیا۔ انہوں نے کہا: امیرالمومنین! کیا باریک قسم کا آٹا آپؓ کو میسر نہیں۔ آپؓ نے فرمایا: بھلے آدمی! کیا سب مسلمانوں کو باریک آٹا میسر ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: عتبہ! تیرا ارادہ ہے کہ اچھی اور لذّت دار چیزوں سے اس دنیا میں ہی متمتّع ہو جاؤں!۔

زہد کی تعریف احادیث میں یہی آئی ہے کہ اگلے جہان کی نعماء پر تجھے زیادہ یقین ہو۔

ایک روز آپؓ نے کچھ اونٹ جاتے دیکھے۔ پوچھا: یہ کس کے ہیں؟ عرض کیا گیا: آپ کے بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ کی ملکیت ہیں۔ یہ بیت المال کی رکھ میں چرتے ہیں۔ فرمایا: اس لئے وہاں چراتے ہو کہ تمہارا باپ خلیفہ ہے۔ چنانچہ اونٹ بیچ کر آدھی قیمت بیٹوں کو دے دی۔ آدھی بیت المال میں جمع کرا دی۔

ایک روز آپؓ بیت المال کے وظائف تقسیم فرما رہے تھے۔ آپؓ کی چھوٹی بیٹی آئی اور ایک درہم اٹھا کر منہ میں ڈال لیا آپؓ نے اپنی انگلی بچی کے منہ میں ڈالی اور درہم نکال لیا۔ بچی رونے لگ گئی تو فرمایا: عمر اور آلِ عمر کے لئے وہی حق ہے جو ایک دور و نزدیک رہنے والے مسلمان کا ہے۔

اللہ نے جب مسلمانوں کو فراخی عطا فرمائی تو حضرت عمرؓ نے ہر شہری کا گزارہ مقرر کیا جو اُس کی ضرورت اور خدمت کی بِنا پر تھا۔ آپؓ اسلامی مملکت کے سربراہ تھے اس لئے فہرست تیار کرنے والوں نے آپؓ کا نام سرفہرست لکھا۔ لیکن آپؓ نے فرمایا: سرفہرست بنو ہاشم کے نام لکھو۔ پھر آنحضرت ﷺ کے قبیلہ کی شاخوں کے ناموں کو مقدّم رکھا۔ جب یہ لکھوا چکے تو فرمایا: اللہ اکبر۔ خدا کا شکر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا حق مقدّم رکھا۔

ایک بار ایک قبطی غلام دوڑ میں عمروؓ بن عاص کے لڑکے سے سبقت لے گیا تو عمروؓ بن عاص کے لڑکے نے قبطی کو مارا اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا ہم بڑوں کی اولاد ہیں۔ سیدنا عمرؓ کو شکایت پہنچی تو آپؓ نے تحقیق کی اور مصر کے عامل عمروؓ بن عاص اور ان کے لڑکے کو بلوایا۔ قبطی کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور فرمایا: اسے مارو اور ساتھ ساتھ کہو ہم ستمگروں کی اولاد ہیں۔ جب سزا پوری ہوئی تو عمرو بن عاص قریب ہی کھڑے تھے ان کے سر پر بال نہ تھے۔ فرمایا۔ اب اس کی گنجی کھوپڑی پر کوڑے برساؤ کہ اس کے بیٹے کو اس لئے جرأت ہوئی کہ اس کا باپ گورنر ہے۔ قبطی نے کہا: امیرالمومنین میں نے بدلہ لے لیا۔ تب حضرت عمرؓ نے فرمایا: عمرو! تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنایا۔ حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے۔

مسلمانوں کی فتوحات خدائی وعدوں کے مطابق تھیں۔ وہ قلّت اور بے سروسامانی کے باوجود فتحمند تھے کہ خدا کا سایہ ان کے سر پر تھا۔ اس تصوّر کو حضرت عمرؓ دھندلانا برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی جنگی صلاحیتوں کے آپؓ معترف تھے۔ آپؓ نے خود ان کے سپرد بعض معرکے کئے۔ لیکن جب آپؓ نے محسوس کیا کہ خالد اپنی حدود سے متجاوز ہو رہے ہیں تو آپؓ نے انہیں قیادت سے الگ کر دیا۔ اور صد آفرین ہے خالد بن ولیدؓ سیف اللہ پر کہ انہوں نے اطاعت کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے اس عزل کو کبھی اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور ایک سپاہی کی حیثیت سے اپنے جوہر دکھاتے رہے کہ اسلام نے اُن کے دل بدل دیئے تھے۔ وہ خدا کی رضا کے متلاشی تھے اور اجر کی امید اپنے خدا سے رکھتے تھے کہ عاقبت میں جو کچھ ملتا ہے وہ اس دنیا سے بہتر اور اَولیٰ ہے۔ اور سیدنا حضرت عمرؓ نے بھی جو کچھ کیا وہ خدا کے لئے اور اُمّت کی بہتری کے لئے تھا۔ حالانکہ رشتہ میں خالدؓ آپؓ کے ماموں تھے۔

آپؓ کے دَور میں ہر طرف فتوحات مسلمانوں کے قدم چوم رہی تھیں۔ رومی پسپائی اختیار کرتے کرتے بیت المقدس میں محصور ہو گئے تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہم شکست تسلیم کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ مسلمانوں کے خلیفہ آ کر صلح کا معاہدہ کریں۔ اس غرض کے لئے آپؓ نے بیت المقدس کا تاریخی سفر اختیار کیا۔ امیرالمومنین جن کی ہیبت اور تدبر کی دھاک دور دور تک بیٹھ گئی تھی، کسریٰ اور قیصر کی حکومت کا پرچم جس کے عہد میں سرنگوں ہو گیا تھا، مدینہ سے اس حال میں روانہ ہوئے کہ ایک سواری پر آپؓ اور غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ زاد راہ کے طور پر جَو، کھجوریں اور روغن زیتون اور پانی کا مشکیزہ تھا۔ آپؓ نے مدینہ سے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 ستمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک بہت طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تُم امامت ہی امامت سر تاپا
ہم اطاعت ہی اطاعت سرتاپا
اُس طرف ندرت ہی ندرت سر تا پا
اِس طرف حیرت ہی حیرت سر تا پا
کھولنے کا لب مجھے یارا نہیں
میں عقیدت ہی عقیدت سر تا پا
سائے میں اس پیڑ کے بیٹھو ذرا
ہے سکینت ہی سکینت سر تا پا

قدرتِ ثانی کی یہ پوری صدی
ہے کرامت ہی کرامت سر تا پا
دورِ خامس تو خدا کے فضل سے
ہے وجاہت ہی وجاہت سر تا پا
دل میں بھر دی آپ کی تقریر نے
اک حرارت ہی حرارت سر تا پا
ہر سطر میں سُننے والوں کے لیے
ہے بلاغت ہی بلاغت سر تا پا

آنے والے دَور کو بھی دیکھنا
ہے بشارت ہی بشارت سر تا پا
چُوم لوں نظروں سے آقا کے قدم
دل میں یہ چاہت ہی چاہت سرتا پا

روانگی کے وقت ابوعبیدہؓ کو لکھ دیا تھا کہ مجھے جابیہ میں ملیں۔ چنانچہ آپؓ جابیہ پہنچے تو مسلمانوں نے آپؓ کا استقبال کیا اور عرض کیا کہ مناسب نہیں کہ مشرک، امیرالمومنین کو اس حال میں دیکھیں۔ چنانچہ آپؓ کی خدمت میں سفید جوڑا اور سواری کے لئے عمدہ ترکی گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپؓ لباس تبدیل فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے تو گھوڑا دُم اٹھا کر کلیلیں کرتا چلا۔ تو آپؓ گھوڑے سے اتر گئے اور فرمایا: لے جاؤ، اس سواری سے میرے دل میں عُجب اور کبر پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا وہی لباس پہن لیا جو پہلے پہن رکھا تھا اور اس صورت میں آپؓ بیت المقدس پہنچے۔

عہد خلافتِ ابوبکرؓ کا واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مدینہ کے ماحول میں ایک اندھی بڑھیا رہتی تھی۔ مَیں رات کو جا کر اس کے لئے پانی بھر دیتا اور جو کام ہوتا کر دیتا۔ مَیں نے دیکھا کچھ روز سے کوئی دوسرا جا کر اس بڑھیا کا کام کر دیتا ہے۔ مَیں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ مجھ سے پہلے کون بڑھیا کی خدمت کرتا ہے انتظار کیا تو وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔

خلیفہ ہونے کے بعد حضرت عمرؓ محاذ پر جانے والے مجاہدین کی بیویوں کے گھر گھر جا کر مجاہدین کے نام اُن کے خطوط لکھ کر دیتے۔ انہیں سودا سلف بازار سے لا کر دیتے۔

فراست اور بصیرت خدا کا عظیم عطیہ ہے۔ ایک موقعہ پر کسی نے ایک شخص کی دینداری کی تعریف کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم نے کبھی اس کے ساتھ کوئی سفر کیا ہے؟ اس شخص نے منفی میں جواب دیا تو فرمایا: کیا کبھی اس سے تمہارا جھگڑا ہوا؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں۔ فرمایا: کیا کبھی اس سے تم نے لین دین کیا؟ اس شخص نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا تو فرمایا: تب تیرا علم اس کے متعلق کچھ نہیں۔ شاید تو نے اسے مسجد میں سر جھکاتے اور اٹھاتے ہی دیکھا ہے۔ (یعنی اگر کوئی حقوق العباد میں کمزور ہے تو صرف اس کی نماز روزہ پر اس کے متعلق رائے قائم نہیں ہوسکتی)۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: تم میں سے ہمیں وہ شخص محبوب ہے جس کی سیرت سب سے اچھی ہے۔ جو بات کرتا ہے تو صاف اور واضح اور جب اس کی آزمائش یا امتحان ہو تو اس کا فعل سب سے اچھا ہو۔

آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جس شخص کے متعلق خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے اور یقیناً یہ بہت بڑی بھلائی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کو یہ حکمت عطا کی گئی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17؍ستمبر 2009ء میں شائع ہونے والی مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اے خدا! تو بخش دے میرے گُنہ میرے عیوب
سن لے اپنے فضل سے میری ندا میری صدا
میں نہیں پاتا کوئی بھی شے جو لائق ہو ترے
نامۂ اعمال خالی ، اور عصیاں بے بہا
میں ہوں شرمندہ بہت اپنے کئے پر روز و شب
ڈھانپ لے رحمت سے اپنی مالکِ ارض و سما
ظلمتیں کافور کر دے، پاک کر دے جسم و جاں
دل کو بھر دے نور سے اے منبعِ نورِ ہدیٰ
ہاتھ پھیلائے یہ عاصی در پہ دیتا ہے صدا
کر عطا ، میرے مجیب ، اے مبدءِ! جُود و سخا

آنحضرت ﷺ نے کشف میں دیکھا کہ عمرؓ نے بہت لمبی قمیص پہن رکھی ہے۔ اَور لوگ بھی ہیں اُن کی قمیصیں چھوٹی بڑی ہیں لیکن حضرت عمرؓ کی قمیص بہت لمبی ہے۔ صحابہ نے تعبیر پوچھی تو فرمایا: قمیص سے مراد دین ہے۔

ایک دوسری رؤیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپؐ نے دودھ سیر ہو کر پیا۔ پھر وہ دودھ حضرت عمر کو پینے کے لئے دیا۔ صحابہ نے اس کی تعبیر پوچھی تو آپؐ نے فرمایا: اس سے مراد علم ہے۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے کہ علم ہیئت سیکھو کہ برّی اور بحری سفر میں یہ تمہاری راہنمائی کرتا ہے اور پھر حضرت عمرؓ سورۃ عبس کی آیات 27 تا 31 پڑھتے جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''دیکھو ہم نے زمین سے اناج اگایا اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور چارہ''۔ ان آیات میں علم زراعت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سب علم کی شاخیں ہیں دین کا علم اس لئے اہم ہے کہ اس کے ذریعہ خدا کی راہ کے آداب کا علم ہوتا ہے، احسن اخلاق کا پتہ چلتا ہے اور خدا کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔

جب حضرت عمرؓ فاروق کا وصال ہوا تو ابن مسعودؓ نے فرمایا: آج علم کا دسواں حصہ جاتا رہا۔ کسی نے کہا آپ یہ کہتے ہیں حالانکہ اجل صحابہ موجود ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے جواب دیا: علم سے میری مراد وہ نہیں جو تمہاری ہے۔ میری مراد خدا کی معرفت ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: عمرؓ کا علم اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسروں کا دوسرے پلڑے میں تو حضرت عمرؓ والا پلڑا جھک جائے گا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: عمر فاروقؓ، عزم، دانش، علم اور دلیری یعنی شجاعت سے پُر تھے۔

امام سیوطی نے اُن اکیس مقامات کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت عمرؓ کی رائے قرآن کی رائے کے موافق ہوئی اور یقیناً یہ امر حضرت عمرؓ کی دانش، فکر صحیح اور تعلق باللہ پر دال ہے۔ ان میں چند ایک یہ ہیں:

1۔ مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانا۔ 2۔ ازواج مطہرات کا پردہ۔ 3۔ ان کے مطالبات پر یہ کہا کہ ایسا نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ تمہیں طلاق دے دیں اور اللہ تم سے بہتر ازواج عطا فرما دے۔ 4۔ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں۔ 5۔ حرمت خمر کے بارہ میں۔ 6۔ منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے بارہ میں۔ 7۔ بدر کے روز باہر نکل کر لڑنے کی رائے حضرت عمرؓ نے دی۔ 8۔ ایک یہودی سے گفتگو میں حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ جو اللہ، ملائکہ، اس کے رسولوں، جبرائیل اور میکائل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔ 9۔ ایک آیت کا شان نزول بھی حضرت عمرؓ کا ایک عمل ہوا کہ خدا کی قسم یہ حقیقی مومن نہیں جب تک آپ کا فیصلہ تسلیم نہ کریں کہ آپ نے اس شخص کو سخت تنبیہ کی تھی جس نے آنحضرت ﷺ سے فیصلہ کروانے کے بعد حضرت عمرؓ سے فیصلہ کروانا چاہا تھا۔ 10۔ بغیر اجازت کسی کے ہاں نہ جانے کا حکم۔ 11۔ حضرت عمرؓ کا یہود کے بارہ میں کہنا یہ مغضوب قوم ہے۔ 12۔ زنا میں رجم کی سزا۔ 13۔ احد کے دن ابوسفیان کے جواب میں آپ کا قول خدا کے قول کے موافق ہوا۔ 14۔ اذان میں آپؓ کی رائے کے موافق حکم خدا ہونا۔

حضرت عمرؓ کو دعا پر ایسا یقین تھا کہ راہ چلتے بچے کا ہاتھ تھام کر کہتے: بیٹا! میرے لئے دعا کرو۔ تم نے ابھی گناہ نہیں کیا، تم معصوم ہو۔

جب 23 ہجری میں آپؓ آخری حج کے لئے تشریف لے گئے تو منیٰ میں سواری بٹھا کر زمین پر لیٹ گئے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہیہ میں یوں عرض کی: اے اللہ میری عمر بھی کافی ہوگئی ہے۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ طاقت جواب دے رہی ہے۔ کمزوری بڑھ رہی ہے۔ ضائع ہونے اور عقل سٹھیا جانے سے پہلے مجھے اپنے پاس بلا لے۔

چنانچہ خدا نے آپؓ کی دعا قبول فرمائی اور آپؓ کو کشف میں بتلا دیا کہ آپؓ کی اجل قریب ہے۔ آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ مرغ نے آپ کو ایک یا دو چونچیں ماری ہیں۔ فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ میرا اب وقت وفات قریب ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نہ صرف مستجاب الدعوات تھے۔ بلکہ آپؓ اس حدیث کے مصداق تھے کہ: بسا اوقات ایک پراگندہ بال خاک آلود، قسم کھا کر ایک بات کہتا ہے اور اللہ اپنے اس بندہ کے قول کی لاج رکھ کر اسے پورا کر دیتا ہے۔

مصر کے گورنر سعد بن ابی وقاصؓ نے آپؓ کی خدمت میں تحریر کیا کہ یہاں یہ رواج ہے کہ نیل میں طغیانی نہ آئے تو کسی نوجوان دوشیزہ کو زیورات وغیرہ پہنا کر بنا سنوار کر نیل کی لہروں کی نذر کرتے ہیں اور امسال بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے نیل میں طغیانی نہیں آئی اور مصر کی زمین زرخیزی سے محروم ہے اور لوگوں نے نقل مکانی شروع کر دی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عامل کو لکھا۔ اسلام میں ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ اسلام پہلی بدعتوں اور لغو باتوں کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے عمرو بن عاصؓ کو خط بھجوایا اس میں ایک رقعہ بھی تھا۔ فرمایا۔ یہ میرا رقعہ نیل میں پھینک دو۔ اس رقعہ کی عبارت یہ تھی: اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی جانب سے نیل مصر کے نام۔ دیکھ اگر تو اپنی منشاء سے طغیانی لاتا تھا تو بے شک نہ لا۔ لیکن اگر خدا تجھ میں طغیانی لاتا تھا تو میں خدا واحد و قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ میں طغیانی لے آئے اور یہ رقعہ ان کے مخصوص دن سے ایک روز پہلے نیل میں پھینک دیا۔ اگلی صبح اہل مصر نے دیکھا کی نیل میں دس ہاتھ طیغانی آ گئی اور قحط سالی دور ہوگئی۔

اسی طرح عین الرمادۃ میں نزول باران رحمت کے لئے جب آپؓ نے سیدنا عباسؓ عم رسول کو ساتھ لے کر بہتے آنسوؤں سے خدا کے حضور مدینہ میں دعا کی تو دعا سیدھی عرش کے پایہ سے ٹکرائی اور دعا سے ابھی فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ چھم چھم مینہ برسنے لگا۔

یہ امر بھی باعث فضیلت ہوتا ہے کہ کسی اچھے عمل میں پہل کی سعادت نصیب ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ایک روز مساجد میں قندیلیں روشن دیکھ کر فرمایا: اللہ عمرؓ کی قبر کو منور فرمائے کہ انہوں نے ہماری مساجد کو منور کیا۔ یعنی ان میں روشنی کا انتظام کیا۔

اسی طرح مسلمانوں کی مردم شماری کا پہلا انتظام حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ رجسٹر میں نام درج کئے اور پھر ان کے لئے گزارے مقرر فرمائے۔

بیت المال کا قیام بھی آپؓ نے فرمایا۔ مختلف ممالک میں قاضیوں کا تقرر فرمایا۔ مختلف ممالک میں نئے شہر آپؓ نے آباد کئے۔ سن ہجری سے تاریخ کی تدوین کی ابتدا آپؓ نے فرمائی۔ رمضان میں تراویح کے انتظام کا آغاز فرمایا۔

رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لئے رات کو گشت شروع کیا۔ عربوں میں ایک بری عادت مخالف کی ہجو تھی۔ اس پر سزا مقرر فرمائی۔ شراب کی حد 80 درّے مقرر فرمائی۔ متعہ کی مطلق ممانعت فرمائی۔

مصر سے بحری راستہ کے ذریعہ گندم منگوانے کا انتظام فرمایا۔ غلّہ کے لئے سٹور تعمیر کروائے۔

مسجد نبوی کی توسیع آپؓ نے فرمائی اور اس کا نیا فرش بنوایا۔ مقام ابراہیم کو بیت اللہ سے الگ کیا۔ آپؓ سے پہلے وہ بیت اللہ سے ملحق تھا۔ خلیفہ کے لئے امیر المومنین کا لقب آپؓ نے اختیار فرمایا۔ اسی طرح آپؓ نے مجلس انتخاب خلافت قائم فرمائی۔

سیدنا عمر فاروقؓ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللہ مجھے اپنے نبی ﷺ کے شہر میں شہادت عطا فرما۔

ایک روز صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگا کر مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ مغیرہ بن شعبہؓ کا عجمی غیر مسلم غلام ابولؤلؤ آپؓ کے عین پیچھے کھڑا ہو گیا اور آپؓ کی گردن اور پیٹ پر زہر میں بجھے ہوئے خنجر سے متعدد وار کئے۔ لوگ آپؓ کو اٹھا کر گھر لائے۔ زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ فرمایا: یرفاء! مجھے پانی پلاؤ۔ زخموں سے پانی کے ساتھ خون ملا ہوا نکلا تو یرفاء نے کہا: الحمدللہ منجمد خون نکل گیا۔ لیکن وہاں تو انتڑیاں کٹ گئی تھیں۔ پھر دودھ پلایا گیا تو وہ زخموں سے بہہ نکلا۔ اب معلوم ہوا کہ زخم کاری ہیں آپؓ کے جانبر ہونے کی امید نہیں۔ لوگوں نے کہا: آپ کتاب اللہ اور سنت کے مطابق عمل فرماتے تھے اور اس سے سرمو انحراف نہ کرتے تھے، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فرمایا: تم میری امارت پر رشک کرتے ہو۔ میں تو چاہتا ہوں برابر ہی چھوڑ دیا جاؤں۔ نہ میرا اللہ کے ذمہ کچھ نکلے نہ اس کا میرے ذمہ۔ جاؤ مشورہ سے امارت کا انتخاب کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے باپ کو سینے کے سہارے سے بٹھایا ہوا تھا۔ فرمایا۔ بیٹا! امّ المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ۔ میرا سلام عرض کر کے کہنا اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو میری خواہش ہے کہ حجرہ نبوی میں میرے دو ساتھیوں کے ساتھ مجھے دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ اگر آپ تنگی محسوس کریں تو بقیع میں مجھ سے بہتر صحابہ اور ازواج مطہرات دفن ہیں، مجھے بھی وہیں دفن کر دینا۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ گئے تو امّ المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں خوشدلی سے اجازت دیتی ہوں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے دس برس چھ ماہ پانچ روز خلافت کی۔ تریسٹھ سال کی عمر پائی۔ 23 ہجری بروز بدھ 26 ذی الحج کو آپؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور 24 ہجری کو یہ آفتاب اس دنیا کے افق سے غروب ہو گیا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16؍ستمبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی نظم سے انتخاب پیش ہے:

یہ پھول ، یہ شبنم ، یہ ہوا تیرے لئے ہے
گلشن کی یہ مخمور فضا تیرے لئے ہے
خوشبوؤں سے معمور ہیں اس گھر کی فضائیں
یاں لطف و کرم سب سے جدا تیرے لئے ہے
کب تک یوں ہی بھٹکو گے سرابوں کے سہارے
مت بھولو کہ اک راہِ ہدیٰ تیرے لئے ہے
کیا ڈر ہے اگر آج مخالف ہیں ہوائیں
کچھ خوف نہ کر تیرا خدا تیرے لئے ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
9th November 2012 – 15th November 2012

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 9th November 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55 Yassarnal Qur'an: An educational programme presented by Qari Muhammad Aashiq.
01:20 Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
02:30 Japanese Service
02:50 Tarjamatul Qur'an Class
04:05 MTA Variety
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Qur'an
06:45 Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
07:55 Siraiki Service
08:25 Rah-e-Huda
10:00 Indonesian Service
11:00 Fiq'ahi Masa'il
11:40 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:00 Seerat-un-Nabi (saw): an Urdu programme on the topic of kindness towards women.
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V.
14:15 Yassarnal Qur'an [R]
14:35 Bengali Reply to Allegations
15:40 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Tours: Burkina Faso [R]
19:25 Real Talk: An English discussion programme
20:30 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:10 Rah-e-Huda [R]

Saturday 10th November 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:30 Yassarnal Qur'an
00:50 Huzoor's Tours: tour of Burkina Faso
02:00 Friday Sermon: recorded on 9th November 2012
03:15 Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
05:00 Liqa Ma'al Arab: recorded on 16th June 1998
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
06:55 Lajna Ijtema Germany 2011: Hadhrat Khalifatul Masih V address to the Lajna Ijtema.
08:05 International Jama'at News
08:40 Story Time: An Islamic based story time program for children.
08:55 Question and Answer Session
10:10 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Recorded on 2nd November 2012 [R]
12:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:30 Story Time [R]
12:45 Al Tarteel [R]
13:10 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme
14:10 Bangla Shomprochar
15:25 Spotlight
16:10 Live Rah-e-Huda: a live interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community.
17:45 Al-Tarteel [R]
18:05 MTA World News
18:20 Address to Lajna Ijtema Germany 2011 [R]
19:40 Faith Matters
20:40 International Jama'at News
21:10 Rah-e-Huda [R]
22:40 Story Time [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 11th November 2012

00:05 MTA World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:20 Address to Lajna Ijtema Germany 2011
02:50 Friday Sermon
04:05 Spotlight
04:50 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 17th June 1998
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:40 Yassarnal Qur'an
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
08:10 Faith Matters
09:10 Question and Answer Session: recorded on 24th June 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 17th February 2012.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Bengali Reply to Allegations
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
16:30 Kasauti [R]
17:00 Kids Time
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30 Live Beacon of Truth: English discussion programme
20:40 Discover Alaska: An English documentary
21:10 MTA Variety
21:45 Friday Sermon: Recorded on 9th November 2012
23:00 Question and Answer Session [R]

Monday 12th November 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Yassarnal Qur'an
01:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
02:10 Discover Alaska: An English documentary
02:40 Friday Sermon: Recorded on 9th November 2012
03:55 Real Talk
05:00 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 7th July 1998
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi (saw)
06:35 Al-Tarteel
07:05 Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
08:00 International Jama'at News
08:35 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal ba Sal
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: French Mulaqat. Recorded on 28th February 1999.
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 24th August 2012.
11:15 MTA Variety: Proceeding from a book fair
12:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
12:15 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on 19th January 2007
14:00 Bangla Shomprochar
15:20 MTA Variety [R]
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Tours: Burkina Faso [R]
19:25 Real Talk
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:20 MTA Variety [R]

Tuesday 13th November 2012

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:35 Insight
00:50 Al-Tarteel
01:20 Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
02:20 Kids Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on 19th January 2007
03:40 MTA Variety [R]
04:20 Seerat Hadhrat Masih-e-Maud (as)
04:55 Liqa Ma'al Arab: Recorded on 8th July 1998.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
06:55 Lajna Ijtema Germany 2011: Hadhrat Khalifatul Masih V address to the Lajna Ijtema.
08:10 Insight: recent news in the field of science
08:30 Australia: Just Pineapples
09:10 Qustion and Answer Session: recorded on 24th June 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 21st October 2011.
12:15 Tilawat & Insight
12:35 Yassarnal Qur'an
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Spanish Service
16:00 Ahmadiyya Medical Association
16:35 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw)
17:05 Le Francais C'est Facile
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Address to Lajna Ijtema Germany 2011 [R]
19:40 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 26th October 2012.
20:45 Insight: recent news in the field of science
21:00 Ahmadiyya Medical Association
21:35 Australia: Just Pineapples [R]
22:15 Seerat-un-Nabi (saw)
23:00 Question and Answer Session [R]

Wednesday 14th November 2012

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:20 Address to Lajna Ijtema Germany 2011 [R]
02:30 Le Francais C'est Facile
03:00 Australia: Just Pineapples
03:30 Ahmadiyya Medical Association
04:05 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: recorded on 9th July 1998
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Al-Tarteel
07:00 Khuddam Ijtema An address delivered by Huzoor on the occasion of Khuddam Ijtema, Germany. Recorded on 18th September 2011.
07:55 Real Talk
09:00 Question and Answer Session: Recorded on 24th May 1997.
10:15 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:20 Tilawat & Dars
12:55 Al-Tarteel
13:20 Friday Sermon: Recorded on 2nd February 2007
14:20 Bangla Shomprochar
15:25 Fiq'ahi Masa'il
15:55 Kids Time
16:25 Faith Matters
17:30 Maidane Amal Ki Kahani: A programme looking at the lives and experiences of Waqfe Zindagi.
18:20 Al-Tarteel
18:50 MTA World News
19:10 Khuddam Ijtema An address [R]
20:00 Real Talk [R]
21:05 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:35 Kids Time [R]
22:10 Maidane Amal Ki Kahani [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Thursday 15th November 2012

00:00 MTA World News
00:40 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
01:00 Al-Tarteel
01:30 Khuddam Ijtema An address [R]
02:35 Fiq'ahi Masa'il
03:05 Mosha'airah: an evening of poetry
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: recorded on 14th July 1998
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Tours: Tour of Burkina Faso
08:05 Beacon of Truth
09:00 Tarjamatul Qur'an class: Recorded on 9th April 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40 Yassarnal Qur'an
13:00 Beacon of Truth [R]
13:50 Friday Sermon
14:55 Pakistan National Assembly
15:35 Maseer-e-Shahindgan: A persian programme
16:00 Tarjamatul Qur'an class [R]
17:05 Yassarnal Qur'an [R]
17:15 MTA Variety
18:00 MTA World News
18:20 Huzoor's Tours [R]
19:20 Faith Matters
20:25 MTA Variety [R]
21:05 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:20 Pakistan National Assembly [R]
23:00 Beacon of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 02 November, 2012 | Issue No. 44

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ جون 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(پانچویں اور آخری قسط)

ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مساجد بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن ہدائیت سے خالی ہونگی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے" یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے'')۔

(حدیقۃ الصالحین، مرتبہ: ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ صفحہ: 731)

ذیل میں پاکستان سے موصول ہونے والی ماہانہ Persecution Report بابت ماہ جون سے ماخوذ چند المناک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

مر کے بھی چین نہ پایا!!

چک 105 گ ب بنگے، ضلع فیصل آباد، جون: مکرم نذیر احمد صاحب کی وفات کے بعد ان کی تدفین گاؤں کے مشترکہ قبرستان میں ہوئی۔ مگر مولوی کی آگ کسی احمدی کی وفات کی خبر سن کر بھی ٹھنڈی نہیں ہو رہی اور بعد مرگ بھی پیچھا کرنے کی پالیسی پر کاربند ہے۔ مولویوں نے پولیس کے پاس درخواست دی کہ قادیانی کی قبر کشائی کر کے اس کی نعش نکالی جائے اور ادھر ایس ایچ او تو مولوی کی اطاعت کرنے کا ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ اس نے فوراً احمدیوں کو حکم دیا کہ آپ لوگ خود ہی قبر کشائی کر کے میت کو کسی اور جگہ دفن کرلیں۔ اور ایسی جگہ دفن کرنا جس کی خبر کسی اور کو نہ ہو کیونکہ احمدیوں کو سرکاری قبرستان میں کوئی الگ حصہ میسر ہی نہ ہے۔ ادھر مولوی کا شور شرابہ اور فتنہ فساد روز افزوں تھا۔ اس پر ایس پی نے فریقین کو بلایا اور درج ذیل تجاویز پیش کیں:

اول: معاملہ مقامی امن کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور اس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ (جب اس امن کمیٹی کے ارکان ہی مولوی لوگ ہوں تو پھر فیصلہ کا انتظار کیسا!)

دوم: احمدیوں کو تدفین کے لئے ایک الگ قطعہ دیا جائے۔ (مولوی کا مطالبہ ہے کہ اس نئے قطعہ میں سب سے پہلے مکرم نذیر صاحب کو قبر کشائی کے بعد منتقل کیا جائے)

سوم: معاملہ عدالت میں لے جایا جائے۔

جبکہ مولوی بضد ہیں کہ احمدیوں کے خلاف 298-C کے تحت فوجداری مقدمہ درج کیا جائے۔

جب پنجاب پولیس کا اعلیٰ افسر ایس پی ہی مولوی کی رضامندی کو مقدم خیال کرے تو وہاں مسئلے حل نہیں ہوا کرتے ہیں۔

امام مسجد اور فساد کی جڑ

مالہوکے، ضلع نارووال: قارئین اس گاؤں کے احمدیوں کے مصائب سے ناواقف نہیں ہیں۔ یہاں 7 احمدی گھرانوں کے 63 افراد ہیں جن میں زیادہ تر کھیتی باڑی یا راج گیری کا کام کر کے روزی روٹی کا انتظام چلانے والے ہیں۔ ایک سال پہلے یہاں باہمی امن و آشتی کی فضا قائم تھی لیکن رمضان المبارک کے ایک خطبہ جمعہ میں قاری مدثر نے احمدیوں کے خلاف وہ زہر اگلا کہ سانپ بھی شرما جائیں۔ رمضان المبارک میں مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر جمعہ کے دن اس ناخلف نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف نہایت گندی اور غلیظ زبان کا استعمال کی تب سے یہ قاری گاؤں میں بدامنی پھیلانے، احمدیوں کو سرعام واجب القتل قرار دینے میں پیش پیش ہے۔ گزشتہ ایک برس سے احمدیوں پر توہین اور گستاخی کا الزام لگانا، مخالف احمدیت مواد تقسیم کرنا، گلی کوچوں میں نازیبا تحریرات لکھوانا، گھر گھر پھر کر فرقہ واریت کو ہوا دینا اور پولیس کے پاس جا کر احمدیوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرنے کی درخواستیں دینا اس شخص کا وطیرہ بن چکا ہے۔

پیر اشرف جو قاری اشرف کا مرید اور کارندہ ہے ایک دن لجنہ اماء اللہ کی مقامی صدر صاحبہ کے گھر گیا اور تجویز دی کہ ایک بڑا اگڑھا کھود کر اس میں ایک سو ساٹھ کلو خشک بالن جلا کر تیز آگ تیار کریں جس میں فریقین چھلانگ لگائیں جو صراط مستقیم پر ہوا وہ بچ نکلے گا۔ اس ''منصفانہ'' تجویز پر احمدی خاتون نے خاطر خواہ جواب دیا۔

مقامی احمدیوں نے آئے دن کی ذہنی اذیت، مسلسل بدامنی اور روز افزوں مخالفت کے تناظر میں سرکاری انتظامیہ سے رجوع کیا ہے جس پر پولیس نے کسی حد تک مداخلت کر کے امن وامان کی فضا کی بہتری کے لئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔

شہری طالبان کی دھمکیاں

کراچی، 3 جون: مقامی جماعت کے چار افراد مکرم قیصر شہزاد صاحب، مکرم جمیل بٹ صاحب، مکرم ایاز چٹھہ صاحب اور مکرم محمد کلیم صاحب کو فدائیان محمد/القائدہ تحریک طالبان کی طرف سے تحریری دھمکی موصول ہوئی ہے۔ جس میں درج ہے:

''اے دشمنان خدا! اسلامی شریعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کی ایک ہی سزا مقرر ہے اور وہ ہے موت۔ خدا کی قسم! اب تو تم زندہ رہو گے یا ہم .... اب اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے مجاہدین تمہارا پیچھا کریں گے اور جہنم واصل کریں گے۔''

فدائیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم/القائدہ تحریک طالبان

جہاد کے نام پر آبادیوں میں خون بہانے والوں کی یہ دھمکی ان تعلیم یافتہ احمدیوں کے لئے فراموش کرنا سراسر ناممکن ہے۔ وہ بھی کراچی جیسے شہر میں جہاں لوگ مر رہے ہیں، علاقے جل رہے ہیں، اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ پسِ خنجر آزمائی کوئی غیر بھی نہیں ہے!

ایک جماعت جس کا کوئی بھی پرسان حال نہیں!

آج پاکستان میں ایک نہایت ہی مضحکہ خیز اور قابل شرم صورت حال درپیش ہے جہاں ایک ووٹر لسٹ ہے جس میں مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں، عیسائیوں اور بدھ ووٹروں کے اسماء درج ہیں جبکہ ساتھ ہی ایک عجیب و غریب دوسری ووٹر لسٹ بھی موجود ہے جو غیر مسلموں کے لئے ہے اور اس میں صرف احمدیوں کے نام درج ہیں۔ مگر آج ایک بھی باہمت پاکستانی میسر نہیں جو آواز بلند کر سکے کہ 1973ء کے دستور میں پاکستان میں مشترکہ ووٹر لسٹ کے ضوابط طے ہو چکے ہیں۔ آج پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کو لے کر تمام حقیقی اور اعتدال پسند پاکستانی اپنے ضمیر پر ایک بھاری بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ یوں تو پاکستان میں کوئی بھی فرقہ محفوظ نہیں ہے لیکن احمدیوں کے ساتھ تو محض جنگل کا قانون ہی آزمایا جا رہا ہے۔

(ایکسپریس ٹربیون، 17 جون 2012ء)

خرچ کون برداشت کر رہا ہے؟

روزنامہ الشرق لاہور کے 20/جون کے شمارہ میں درج ہے کہ:

چنیوٹ: سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس کا آغاز 23 جون کو ہوگا۔ شاملین کو مفت سٹیشنری، رہائش، وظائف اور کتب مہیا کی جائیں گی۔ مولوی غلام مصطفیٰ

ختم نبوت کانفرنس اور چشم کشا اعداد و شمار!

روزنامہ امن فیصل آباد کے 16 جون 2012ء کے شمارہ کے مطابق مولوی الیاس چنیوٹی نے اپنی تقریر میں کہا کہ صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ صرف سال 2011ء اور 2012ء کا انکم ٹیکس ایک ٹریلین، 46 بلین اور 320 ملین روپے حکومت وقت کو واجب الادا ہے۔ یعنی 1463200000000 روپے صرف۔

پہلے آتی تھی مولوی کے بیان پہ ہنسی، مگر اب کیا کریں کہ پاکستانی عوام کا معیار تعلیم اس حد تک گر چکا ہے جو ایسے مداریوں کو بھی مولانا کہتے پھرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ فِن لینڈ کا کامیاب تبلیغی پروگرام

(رپورٹ: سیکرٹری تبلیغ۔ جماعت فن لینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فِن لینڈ کو مورخہ 11 اور 12 مئی 2012ء کو تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کا موقع ملا۔ احباب جماعت بشمول انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ نے اس مبارک پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

پروگرام کا آغاز 11 مئی کو خطبہ جمعہ سے ہوا جس میں تمام نماز سینٹرز میں تبلیغ سے متعلق خلفائے احمدیت کے ارشادات تفصیلی رنگ میں بیان کیے گئے۔ اس کے بعد سوال و جواب کی دلچسپ اور بارونق مجلس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ مجلس انٹرنیٹ پر آن لائن منعقد کی گئی جس میں مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ سلسلہ سویڈن نے تبلیغ سے متعلقہ سوالات کے نہایت دلکش اور جامع جوابات دیئے۔

مورخہ 12 مئی بروز ہفتہ تبلیغ ڈے کا انعقاد ہوا جو اس پروگرام کا آخری اور سب سے اہم حصہ تھا اور جس میں فِن لینڈ کے وہ شہر و قصبے جہاں ایک بھی احمدی موجود نہیں وہاں انگریزی اور فِنش زبان میں تبلیغی پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔ پروگرام کا آغاز دعا کے ساتھ ہوا۔ سخت موسم کے باوجود تمام احباب جماعت خاص طور پر لجنہ نے نہایت جذبے اور دلجمعی سے یہ کام بخوبی سرانجام دیا۔ پورے پروگرام کی حاضری 43 رہی جس میں 9 لجنہ اور 2 انصار بھی شامل تھے۔ پورے دن میں فِن لینڈ کے 10 شہروں میں 1800 پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔ الحمدللہ۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے، ان میں برکت ڈالے اور یہاں کی عوام کے دلوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے بھر دے۔ آمین ثم آمین۔